# رسولِ اکرم ﷺ بحیثیتِ تاجر

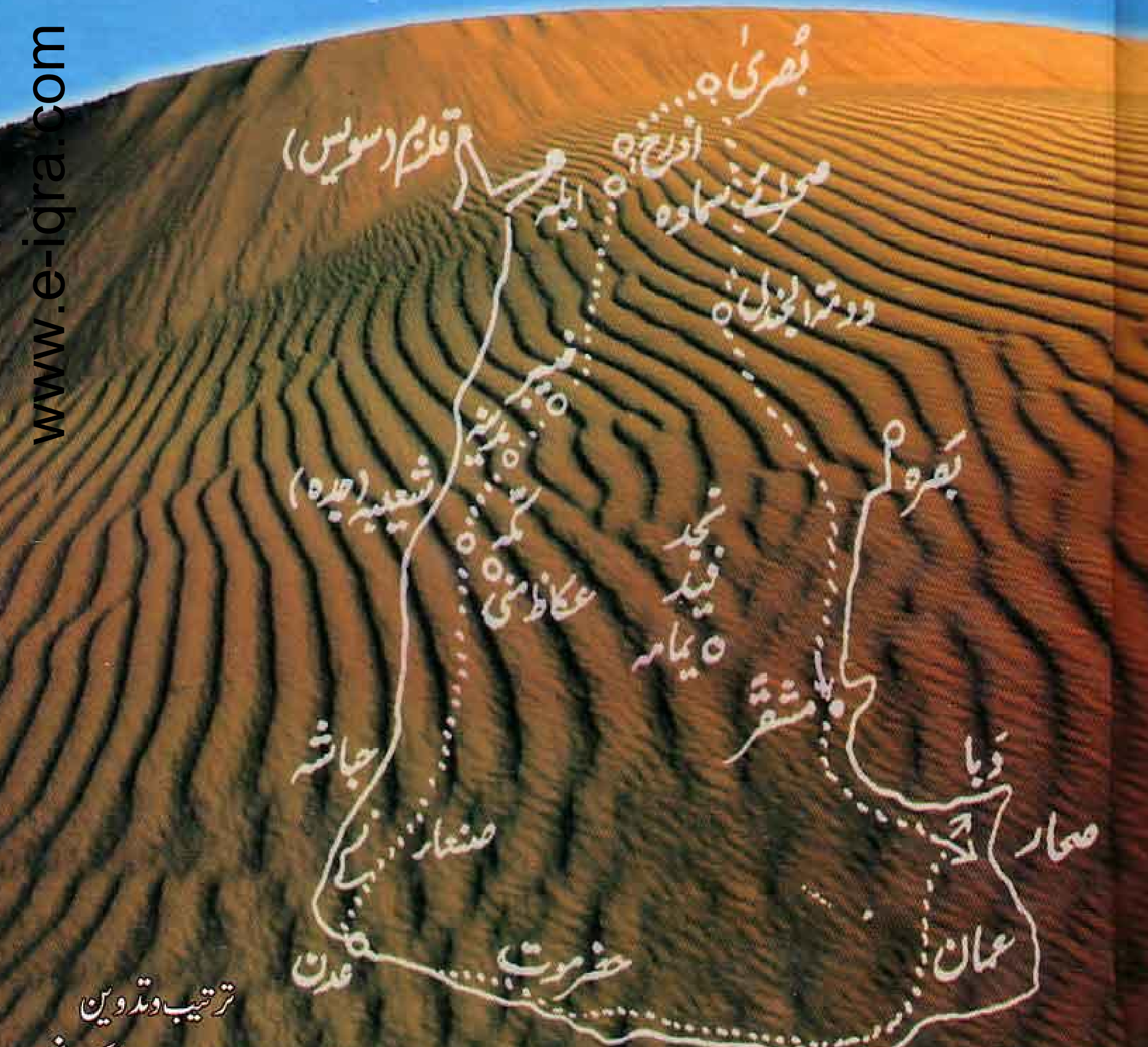


ترتیب وتدوین

حافظ محمد عارف گھانچی

www.e-iqra.com

www.e-iqra.com

جملہ حقوق محفوظ ہیں


| | | |
|---|---|---|
| نام کتاب | : | رسولِ اکرم ﷺ بحیثیتِ تاجر |
| ترتیب وتدوین | : | حافظ محمد عارف گھانچی |
| صفحات | : | ۹۶ |
| کمپوزنگ | : | محمد عرفان المانی، اردو بازار کراچی۔ فون:2217776 |
| سرورق | : | حافظ محمد عمران جاڈا |
| سن اشاعت | : | ربیع الاول ۱۴۲۷ھ (اپریل ۲۰۰۶ء) |

**رابطہ کے لئے**

ساگر مینشن دوکان نمبر ۳، موسیٰ لین نمبر ۴، لیاری، کراچی ۷۵۶۶۰

فون:2541951 موبائل:0321-2834249

ملنے کا پتہ

مکتبہ فیض القرآن، ۱۲۔ قاسم سینٹر اردو بازار کراچی فون:2217776

# فہرست مضامین



| نمبر شمار | عنوانات | مؤلف/مترجم | صفحہ نمبر |
|---|---|---|---|
| ۱۔ | نعت | حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا | ۴ |
| ۲۔ | ابتدائیہ | حافظ محمد عارف گھانچی | ۵ |
| ۳۔ | تعارفی جائزہ | حافظ محمد عمران جاڈا | ۶ |
| ۴۔ | عرب کا معاشی نظام | ڈاکٹر نور محمد غفاری | ۹ |
| ۵۔ | عہدِ رسالت میں تجارتی بازار | قاضی اطہر مبارکپوری رحمہ اللہ | ۱۷ |
| ۶۔ | حضور ﷺ کے شریک تجارت افراد | شہناز کوثر | ۲۱ |
| ۷۔ | حضور ﷺ کے تجارتی اسفار | شہناز کوثر | ۳۱ |
| ۸۔ | آنحضور ﷺ ایک تاجر کی حیثیت میں | مولانا عبدالمجید سوہدروی رحمہ اللہ | ۴۵ |
| ۹۔ | رسول اللہ ﷺ کی بطور تاجر اعلیٰ صفات: امین، صادق اور سخی | شہید حکیم محمد سعید رحمہ اللہ | ۵۳ |
| ۱۰۔ | ریاست مدینہ میں بازار کا قیام | ڈاکٹر سعود عالم قاسمی | ۵۹ |
| ۱۱۔ | رسول اکرم ﷺ کی تجارتی اصلاحات | ڈاکٹر خالد علوی | ۶۲ |
| ۱۲۔ | حضور ﷺ کے تجارتی فیصلے | ڈاکٹر ضیاء الرحمٰن اعظمی | ۷۳ |
| ۱۳۔ | حضور اقدس ﷺ کا تاجروں سے خطاب | مولانا محمد زکریا کاندھلوی رحمہ اللہ | ۷۷ |
| ۱۴۔ | رسول اللہ ﷺ کے ہم عصر تاجر صحابہ رضی اللہ عنہم | مولانا محمد ابراہیم فیضی | ۸۷ |
| ۱۵۔ | فقہی اصطلاحات و مشکل الفاظ کے معانی | مفتی محمد رحیم | ۹۴ |



www.e-iqra.com

# نعت النبی ﷺ

# بزبان زوجۃ النبی ﷺ

واللہ لا یخزیک اللہ ابداً وانک لتصل الرحم و تحمل الکل و تکسب المعدوم و تقری الضیف و تعین علی نوائب الحق

اللہ کی قسم! اللہ کبھی آپ ﷺ کو ضائع نہیں کرے گا، آپ ﷺ رشتہ داروں کے ساتھ حسن سلوک کرتے ہیں۔ لوگوں کا بوجھ اٹھاتے ہیں، بے روزگاروں کو کمانے کے قابل کرتے ہیں، مہمانوں کی خاطر کرتے ہیں، اور لوگوں کی جائز مصیبت میں ان کی مدد کرتے ہیں۔

(حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا)

www.e-iqra.com

# ابتدائیہ

الحمد لله رب العالمین والصلوٰۃ والسلام علی سیدنا
محمد وعلی الہ وصحبه اجمعین

رسولِ اکرم ﷺ کی حیات طیبہ کا ہر پہلو (چاہے اس کا تعلق آپ ﷺ کی عائلی زندگی سے ہو یا معاشرتی زندگی سے، انفرادی زندگی سے ہو یا اجتماعی زندگی سے) امت مسلمہ (بلکہ پوری انسانیت) کے لئے انتہائی اہمیت کا حامل رہا ہے اور ہمیشہ رہے گا۔

موجودہ حالات و واقعات میں بعض پہلوؤں کو نئے سرے سے اجاگر کرنے کی ضرورت محسوس ہو رہی ہے جس میں سے ایک پہلو ہے: تجارت۔ اسی ضرورت کے پیش نظر مجموعہ مقالات بعنوان "رسولِ اکرم ﷺ بحیثیتِ تاجر" کتابی شکل میں تیار کر کے آپ حضرات کے سامنے پیش کیا جا رہا ہے۔ امید ہے کہ دلچسپی رکھنے والے حضرات کو یہ مجموعہ مقالات پسند آئے گا۔ مؤلف کی طرف سے حتی الامکان کوشش کی گئی ہے کہ کوئی غلطی سرزد نہ ہو لیکن پھر بھی انسان خطا کا پتلا ہے۔ خصوصاً اہل علم حضرات سے طالب علمانہ گزارش ہے کہ کوئی غلطی ہو تو ضرور مطلع فرمائیں۔ ایک اہم بات کی طرف توجہ مبذول کرانا ضروری ہے وہ یہ کہ......

مسائل کے سلسلے میں عام مسلمان اس مجموعہ مقالات کی بنیاد پر کوئی فیصلہ کرنے کی بجائے اہل علم وفتاوی سے رجوع کریں۔

## ایک اہم نصیحت:

"ساری چیزیں چھوڑ کر صرف سیرت نبویہ کے مطالعہ اور تدبر و فکر اپنے اوپر لازم ٹھہرا لو۔ یقین اور ایمان کی تمام بیماریوں کے لئے یہی نسخۂ شفاء ہے"۔ (امام ابن تیمیہؒ)

اللہ رب العزت ان تمام احباب کو اجر عظیم عطا فرمائیں، جنہوں نے اس مجموعہ کی تیاری میں کسی بھی قسم کا حصہ لیا اور قارئین کو زیادہ سے زیادہ فائدہ اٹھانے کی توفیق عطا فرمائیں اور ترقی دارین کے لئے مشعل راہ بنائیں۔ (آمین)

حافظ محمد عارف گھانچی

www.e-iqra.com

# تعارفی جائزہ

## نحمدہ و نصلی علیٰ رسولہ الکریم

امابعد! کتاب ''رسول اکرم ﷺ بحیثیتِ تاجر'' مختلف مقالات و مضامین کا مجموعہ ہے۔ ربطِ مضمون کے سلسلے میں قارئین کے لئے یہ تعارفی جائزہ پیش کیا جارہا ہے۔

### ۱۔عرب کا معاشی نظام:

یہ مضمون رسول اکرم ﷺ کی معاشی زندگی کے پس منظر پر گفتگو کرتا ہے، کہ وہ کیا لوازمات تھے کہ آپ ﷺ نے تجارت کا پیشہ اختیار فرمایا۔

### ۲۔عہد رسالت میں تجارتی بازار:

تجارت کے ساتھ بازار کا تعلق کسی سے پوشیدہ نہیں۔اس مضمون میں عہد رسالت کے بازاروں کا تعارف کروایا گیا ہے۔

### ۳۔حضور ﷺ کے شریک تجارت افراد:

عہد رسالت میں یا اس سے پہلے تجارت کے سلسلے میں شریک تجارت افراد کا ہونا انتہائی ضروری ہوتا تھا۔اس زمانے میں تجارتی کارواں چلا کرتے تھے اور اکثر و بیشتر ایک ہی شہر میں رہنے والے کئی کئی افراد کا سرمایہ اس میں لگا ہوتا تھا تو قدرتی طور پر یہ مواقع پیدا ہو جاتے تھے کہ تجارت کے سلسلے میں کسی نا کسی کو شریک تجارت بنایا جائے۔ یہ مضمون ان حضرات کے تعارف پر مبنی ہے۔

### ۴۔حضور ﷺ کے تجارتی اسفار:

عہد رسالت اور اس سے پہلے بھی تاجر حضرات یا تو خود تجارت کے سلسلے میں سفر کیا کرتے تھے یا پھر اپنے شریک تجارت افراد کو تجارتی کارواں کے ساتھ بھیجتے تھے۔اگر یوں بھی

www.e-iqra.com

نہ ہوسکتا تو پھر وکیل تجارت بنا کر کسی کو کارواں کے ساتھ روانہ کر دیتے۔ حضور ﷺ نے بھی تجارت کے سلسلے میں کئی اسفار فرمائے۔ یہ مضمون انہی اسفار کی تفصیلات سے آگاہ کرتا ہے۔

## ۵۔ آنحضرت ﷺ ایک تاجر کی حیثیت میں:

یہ مضمون اس حکمت عملی کو واضح کرتا ہے جو آنحضرت ﷺ نے دوران تجارت اپنائی۔ یعنی لین دین، نشست و برخاست، رفتار و گفتار میں آپ ﷺ نے کیا انداز اختیار فرمائے۔

## ۶۔ رسول اللہ ﷺ کی بطور تاجر اعلیٰ صفات:

قرآن کی رو سے "آپ ﷺ اخلاق کے اعلیٰ درجہ پر فائز ہیں"۔ بطور تاجر آپ ﷺ کی وہ تین اعلیٰ صفات کیا تھیں اس مضمون میں ان کی وضاحت کی گئی ہے۔

## ۷۔ ریاست مدینہ میں بازاروں کا قیام:

ہجرت کے بعد جب مسلمانوں کی ایک الگ ریاست (مدینہ) قائم ہوگئی اور مسلمانوں کو ہر قسم کی مذہبی اور معاشی آزادی نصیب ہوئی تو جہاں بحیثیت سربراہ مملکت آپ ﷺ نے ریاست مدینہ کی باقاعدہ تشکیل فرمائی وہیں آپ ﷺ نے تجارت کے سلسلے میں بازاروں کی طرف بھی خصوصی توجہ فرمائی تاکہ مسلمان معاشی طور پر بھی مضبوط ہوسکیں۔

## ۸۔ رسول اللہ ﷺ کی تجارتی اصلاحات:

جب بازار اور مارکیٹیں قائم ہوگئیں تو آپ ﷺ نے ان بازاروں اور مارکیٹوں میں کاروبار کرنے والوں اور خصوصاً مسلمانوں کے لئے تجارتی اصلاحات فرمائیں تاکہ اسلامی ریاست میں کوئی ظالم نہ بنے اور نہ ہی کوئی مظلوم ہو۔ یہ مضمون انہیں اصلاحات کی وضاحت کرتا ہے۔

## ۹۔ رسول اللہ ﷺ کے تجارتی فیصلے:

اس مضمون میں یہ واضح کیا گیا ہے کہ مسلمانوں کے درمیان تجارتی معاملات میں جو مسائل پیش آتے یا تنازعات واقع ہوتے تو نبی کریم ﷺ کس طرح رہنمائی فرماتے اور کس طرح تنازعات کے فیصلے فرماتے۔

www.e-iqra.com

## ۱۰۔حضور اقدس ﷺ کا تاجروں سے خطاب:

یہ مضمون اپنے نام کے اعتبار سے انتہائی با معنی ہے کہ اس میں نبی کریم ﷺ کی ان احادیث کو جمع کیا گیا ہے جو انہوں نے تجارت سے وابستہ افراد کی رہنمائی کے لئے مختلف مواقع پر ارشاد فرمائیں۔

## ۱۱۔حضور اکرم ﷺ کے ہم عصر تاجر صحابہ رضی اللہ عنہم:

حضور اکرم ﷺ کے ساتھ صحابہ رضی اللہ عنہم کا ذکر لازم وملزوم ہے۔ جس کے بغیر سیرت النبی ﷺ کا کوئی بھی پہلو مکمل نہیں ہوتا۔ اس مضمون میں کچھ صحابہ رضی اللہ عنہم کا ذکر کیا گیا ہے جو کہ نبی کریم ﷺ کے دور میں تجارت کے پیشے سے وابستہ تھے۔

''رسول اکرم ﷺ بحیثیت تاجر'' میں نہ صرف تجارت سے متعلق بہترین و مفید معلومات شامل کی گئی ہیں بلکہ تسلسل مضامین کا بھی خیال رکھا گیا ہے تاکہ پڑھنے والا کسی قسم کی اکتاہٹ کا شکار نہ ہو بلکہ اسے یوں محسوس ہو کہ یہ تمام مضامین کتاب کے عنوان کو سامنے رکھ کر ترتیب دیئے گئے ہیں۔

نیز اس کتاب میں قاری کی سہولت کے لئے مشکل الفاظ کے معانی اور فقہی اصطلاحات بھی الگ شامل کی گئی ہیں۔ تاکہ کتاب پڑھنے میں آسانی اور سہولت ہو۔

اللہ پاک حافظ صاحب کی اس کاوش کو قبول فرما کر دارین میں حصہ مقرر فرمائیں۔ اور انہیں مزید استقامت نصیب فرمائیں۔ (آمین)

حافظ محمد عمران جاڈا

(ایم اے اسلامیات)

www.e-iqra.com

بسم اللہ الرحمن الرحیم

# عرب کا معاشی نظام

نبی کریم ﷺ کی سیرتِ طیبہ کے معاشی پہلوؤں کا جائزہ لینے کے لئے ضروری ہے کہ آپ ﷺ کی بعثت سے قبل کے عرب کے معاشی نظام کا مطالعہ کیا جائے۔

## تجارت:

عرب قوم کا دنیا کی دیگر اقوام عالم میں تعارف بحیثیت تجارت پیشہ قوم کے تھا۔ گو جزیرۂ عرب میں دیگر پیشوں مثلاً کاشتکاری، صنعت وحرفت وغیرہ کا بھی دستور تھا مگر جزیرہ عرب کی ریتیلی اور چٹیل زمین نے عربوں کو تجارت کے پیشہ کی طرف پھیر دیا۔ جزیرہ عرب کے بعض علاقے مثلاً مدینہ منورہ (پرانا یثرب) اور طائف اپنی زرخیزی اور کاشتکاری کے لئے مشہور تھے، لیکن مکہ مکرمہ جو بیت اللہ کی وجہ سے مقدس شہر خیال کیا جاتا تھا، مرجع خلائق تھا اور قریب و دور کے شہروں اور علاقوں سے عرب اس کی زیارت اور طواف کے لئے آتے تھے، یہ مقدس شہر روز اول ہی سے دنیا کا مامون ترین اور محفوظ ترین مقام تصور کیا جاتا تھا۔ دنیا کے مختلف خطوں سے حجاج اور تجار اپنا تجارتی سامان یہاں لاکر فروخت کرتے اور یہاں سے تجارتی سامان خرید کر دنیا کے مختلف حصوں میں لے جاتے۔ اس طرح اس بابرکت شہر کو زمانہ قدیم ہی سے ایک تجارتی مرکز بلکہ ایک بین الاقوامی منڈی کا درجہ حاصل تھا۔ علاوہ ازیں طائف میں تجارت پیشہ یہودیوں کی جماعت رہتی تھی۔ یہ لوگ یمن اور یثرب (آج کا مدینہ منورہ) سے نکالے گئے تھے۔ (۱)

## قریشِ مکہ کے تجارتی اسفار:

قریش مکہ سال میں دو تجارتی سفر کیا کرتے تھے یعنی موسم سرما میں یمن کا تجارتی سفر کرتے اور موسم گرما میں شام کا تجارتی سفر کرتے۔ قرآن مجید نے سورہ قریش میں انہی دو

www.e-iqra.com

سفروں کا ذکر کیا ہے، طرفہ تماشہ یہ کہ بیت اللہ کے جیران (ہمسائے) ہونے کی وجہ سے وہ دیگر تمام تجارتی قوموں کی نسبت مامون و محترم بھی سمجھے جاتے تھے، لہذا ان کے تجارتی اسفار بھی پرامن اور محفوظ ہوتے تھے۔ قرآن مجید نے انہی پرامن تجارتی اسفار کا ذکر اللہ کریم کے احسان کے طور پر کیا ہے:

لِاِیْلٰفِ قُرَیْشٍ ○ اٖلٰفِهِمْ رِحْلَةَ الشِّتَآءِ وَ الصَّیْفِ ○ فَلْیَعْبُدُوْا رَبَّ هٰذَا الْبَیْتِ ○ الَّذِیْۤ اَطْعَمَهُمْ مِّنْ جُوْعٍ ۙ۬ وَّ اٰمَنَهُمْ مِّنْ خَوْفٍ ○ (۲)

چونکہ قریش خوگر ہوئے ہیں، یعنی سردی اور گرمی کے سفر کے عادی ہو گئے ہیں۔ تو (اس نعمت کے شکریہ میں) ان کو چاہئے کہ اس خانہ کعبہ کے مالک کی عبادت کریں۔ جس نے انہیں بھوک میں کھانے کو دیا اور خوف سے انہیں امن دیا۔

مؤرخین کے مطابق ان دو تجارتی سفروں کا آغاز نبی کریم ﷺ کے دادا ہاشم نے کیا۔ ایک دفعہ قریش پر قحط وافلاس طاری ہوا، تو وہ فلسطین گئے اور وہاں سے اپنی قوم کے لئے بہت سا آٹا لائے جس کی روٹیاں پکوائیں اور بہت سے جانور ذبح کرا کر ان کے گوشت اور شوربہ میں ان روٹیوں کا چورہ ڈلوا کر ثرید بنوایا۔ بھوکوں کو کھلاتے رہتے اور ان کی بھوک کا علاج کرتے رہتے۔ کہتے ہیں ان کا نام ہاشم (روٹی چورنے والا) اسی فیاضی اور مہمان نوازی کی وجہ سے مشہور ہو گیا۔ (۳)

ہاشم ہر سال شام اور فلسطین کی طرف بغرض تجارت تشریف لے جاتے اور واپس مکہ مکرمہ تشریف لے آتے۔ یوں اس طرح مستقل تجارتی سفروں کی بنیاد پڑ گئی، انہی تجارتی اسفار کی وجہ سے ہاشم اور خاندانِ قریش کو معاشی خوشحالی نصیب ہو گئی، جس سے ان کی اس دینی سیادت کو تقویت ملی جو انہیں خانہ کعبہ کے متولی ہونے کی وجہ سے حاصل تھی، اس تجارتی خوشحالی سے ہر قریشی تاجر اپنے خاندان کے مساکین اور غرباء کی مدد کرنا بھی ضروری خیال کرتا تھا۔ (۴)

www.e-iqra.com

## قریش تاجر قوم:

قریش ایک تاجر پیشہ قوم تھی، جیسا کہ اسم قریش کے لغوی معنی (تجارت اور کسب کرنے والا) بھی ظاہر کرتے ہیں کہ یہ قوم اپنی تجارتی سرگرمیوں کی وجہ اسم با مسمّیٰ بن چکی تھی، اس قوم کی عورتیں بھی تجارت میں پیش پیش تھیں۔ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا مکہ کی مشہور تاجرہ تھیں، خود نبی کریم ﷺ ان کا مال تجارت ملک شام میں بصریٰ کی منڈی میں فروخت کر کے آئے اور جس دیانتداری اور خوش اسلوبی سے کاروبار کیا وہ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کو اس قدر بھایا کہ وہ آپ ﷺ کو اپنا رفیق حیات بنانے کی سعادتِ عظمیٰ حاصل کرنے کے لئے کوشاں ہوگئیں۔ ابوجہل کی ماں عطار تھی۔ ابوسفیان رضی اللہ عنہ کی بیوی ہندہ رضی اللہ عنہا شام کے قبیلہ کلب میں اپنا تجارتی سامان فروخت کیا کرتی تھیں۔ ان کا یہ تجارتی کاروبار خلفائے راشدین رضی اللہ عنہم اجمعین کے زمانہ مبارک تک باقی رہا، انہوں نے ایک بار حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے بیت المال سے ۴۰۰۰ قرض لیا اور اس سے مال تجارت خرید کر بلاد کلب گئیں تاکہ تجارت کر کے نفع کمائیں۔ (۵)

قریش کا وہ کاروان تجارت جس پر مسلمانوں کا حملہ کرنا غزوہ بدر کا موجب بنا، اس میں تقریباً مکہ شہر کی ہر عورت اور مرد کا بچت شدہ سرمایہ لگا ہوا تھا، ابوسفیان رضی اللہ عنہ کہا کرتے تھے:

> مکہ کا کوئی قریشی مرد اور عورت ایسا نہ تھا جس کے پاس نصف اوقیہ یا زیادہ مال رہا ہو اور اس نے ہمارے ساتھ نہ روانہ کر دیا ہو۔ (۶)

قریش کی عورتوں کی تجارت میں دلچسپی کا یہ عالم تھا کہ جب بدرقہ Convoy کی واپسی ہوتی تو وہ حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ (جو عموماً تجارتی قافلوں کے امیر کارواں ہوتے تھے) کے ارد گرد اکٹھا ہو جاتیں تاکہ نفع کی خوشخبری سن لیں۔ (۷) حتیٰ کہ مسامرہ (رات ہونے سے پہلے گپ شپ بھی) تجارتی قافلوں کا ذکر ہوتا تھا۔ الغرض یہ حال نہ صرف قریش بلکہ تمام عربوں کا تھا۔ مشہور یونانی مؤرخ اسٹرابو کے بقول ہر ایک عرب تجارت میں مشغول تھا، وہ یا تو خود تاجر تھا یا دلال تھا۔ (۸) ان کے ہاں یہ عام رواج تھا کہ جو تاجر نہ ہوتا اس کی

www.e-iqra.com

معاشرہ میں کوئی عزت نہ ہوتی تھی، ان کے تجارتی قواعد وضوابط نے ایک مکتب اور مسلک کی صورت اختیار کرلی، جس نے تجارتی اوزان اور حسابات کے نظام کو پروان چڑھایا۔(۹)

قریش میں سے جن اصحاب نے تجارت کے ذریعے زیادہ شہرت اور دولت پائی ان میں ابوسفیان رضی اللہ عنہ، ولید بن مغیرہ اور عبداللہ بن جدعان کے نام قابل ذکر ہیں، ان کی تجارتی ثروت وسطوت کا یہ عالم تھا کہ حرب الفجار (۱۰) میں انہوں نے ۱۰۰ آدمیوں کو اسلحہ سے لیس کر دیا، اس زمانہ میں یہ اسلحہ آج کی ایک بہت بڑی فوج کے اسلحہ کے برابر قیمت رکھتا تھا۔(۱۱)

## قریش کے تجارتی قافلے:

قریش کعبہ کے متولی ہونے کی وجہ سے پوری دنیا میں احترام کی نظر سے دیکھے جاتے تھے، لہذا ان کے تجارتی قافلے آس پاس کے ملکوں میں امن واحترام سے سفر کرتے تھے، یہ قافلے جزیرۃ العرب کے ایک سرے یمن سے دوسرے سرے غزہ، بیت المقدس اور دمشق تک جاتے تھے، بحر احمر پار کرکے حبشہ جاتے۔ جدہ کی بندرگاہ ان دنوں میں بھی حبشہ اور مکہ کے درمیان تجارتی واسطہ کا کام کرتی تھی، جدہ ہی سے بحرین کے شہر قطیف تک تجارتی سامان آتا جاتا تھا۔(۱۲)

قریش کے شام اور یمن کے دو ملکوں کو سال میں دو مرتبہ جانیوالے قافلوں کو تو خاص اہمیت حاصل تھی، ان کے علاوہ ان کے تجارتی قوافل براعظم افریقہ کے ممالک مصر اور سوڈان، براعظم ایشا کے ممالک ہندوستان، ایران، روم وغیرہ تک جاتے تھے، یہ تجارتی کاروان نہایت منظم ہوا کرتے تھے اور ان کا پیمانہ نہایت وسیع ہوتا تھا، عموماً ہر تجارتی کاروان کے ساتھ اس کی وسعت کے مطابق محافظ دستہ کی تعداد ایک سو یا تین سو تک ہوتی تھی۔ تاجر اور دلیل Guide ان کے علاوہ ہوتے تھے، قریش کا وہ قافلہ جو غزوۂ بدر کا سبب بنا اس میں امیہ بن خلف اور قریش کے سو آدمی تھے اور دو ہزار پانچ سو (۲۵۰۰) اونٹ تھے۔(۱۳)

## اہل مکہ کی درآمدات وبرآمدات:

مکہ کے تاجر چمڑا، کھالیں اور طائف کا منقی برآمد کیا کرتے تھے۔(۱۴) وہ جنوبی یمن، ہند اور افریقہ سے خوشبوئیں اور گرم مصالحہ جات اور جڑی بوٹیاں درآمد کیا کرتے تھے، یہ اشیاء گو

www.e-iqra.com

وزن میں کم مگر قیمت میں زیادہ ہوتی تھیں، یمن کے عطور اور بخور (خوشبوئیں) بالخصوص قبولیت عام کا درجہ رکھتے تھے، تمام اہل ادیان یمن کے عطور اپنے ذاتی استعمال کے علاوہ اپنے مقبروں اور عبادت گاہوں میں اور مشرکین مکہ خانہ کعبہ کی دیواروں پر ملنے کے لئے لاتے تھے۔ چین سے ریشم، عدن سے قیمتی کپڑے، افریقہ سے غلام، کرایہ کے سپاہی اور مزدور، شام اور مصر سے سامان تعیش، روم کی صنعتی پیداوار اور خصوصاً ریشم، روئی اور مخمل کے نفیس کپڑے، شام سے ہتھیار، اناج اور تیل، افریقہ سے ہاتھی دانت کی مصنوعات، سونے کی مٹی وغیرہ درآمد کیا کرتے تھے۔ (۱۵)

## قریش کے تجارتی معاہدے:

جیسا کہ ہم پہلے لکھ چکے ہیں قریش بیت اللہ کے ہمسائے اور خانہ کعبہ کے متولی ہونے کے سبب تمام ہمسایہ اقوام عالم میں نہایت معزز ومکرم خیال کئے جاتے تھے، ان کے تجارتی قافلے ہمسایہ ممالک میں بلاخوف وخطر سفر کیا کرتے تھے۔ پھر بھی قریش کے داناؤں نے تمام ہمسایہ اقوام سے تجارتی معاہدے کر رکھے تھے جنہیں ''معاہدات ایلاف'' (معاہدات امن و سلامتی) کہا جاتا تھا۔ اور قریش کو ''اصحاب ایلاف'' (معاہدہ امن وسلامتی برائے تجارت کرنے والے) کہا جاتا تھا۔ (۱۶)

ہاشم بن عبد مناف بن قصی وہ پہلے سردار قریش تھے جنہوں نے ہمسایہ قوموں سے تجارتی معاہدے کئے، اس سلسلے میں مؤرخ یعقوبی کے مندرجہ ذیل الفاظ قابل توجہ ہیں:

> ہاشم نے شام کا سفر کیا اور قیصر کے ہاں مہمان ٹھہرے، قیصر نے ان سے گفتگو کی، جو اسے بہت پسند آئی۔ لہذا قیصر انہیں اپنے ہاں ملاقات کے لئے بلانے لگا، ہاشم نے اس سے کہا: اے بادشاہ! میری قوم کے لوگ تجارت پیشہ ہیں، آپ انہیں ایک فرمان شاہی عنایت کر دیں جو انہیں تجارتی امن عطا کر دے، تا کہ وہ حجاز کا چمڑہ اور کپڑا برآمد کر سکیں، بادشاہ نے یہ درخواست قبول کر لی۔ ہاشم وہاں سے روانہ ہوئے اور جس جس قوم یا قبیلہ کے پاس سے گزرتے گئے ان کے سرداروں سے

www.e-iqra.com

معاہدہ ایلاف حاصل کیا۔ (۱۷) ہاشم کی وفات ان تینوں بھائیوں عبد شمس، مطلب اور نوفل نے نہ صرف قیصر سے معاہدہ امن کی تجدید کرائی بلکہ دیگر ہمسایہ بادشاہوں سے بھی معاہدات امن حاصل کرنے میں کامیاب ہو گئے، مثلاً یعقوبیؒ کے مطابق عبد شمس نے حبشہ کے نجاؔشی سے، مطلب نے یمنی سرداروں سے اور نوفل نے ایران کے کسریٰ سے معاہدات ایلاف حاصل کئے۔ (۱۸)

ابن سعدؒ کے مطابق قیصر روم نے ہی حبشہ کے نجاؔشی کے لئے سفارشی خط دیا تھا، جس کی بناء پر قریش کو اس ملک میں بھی تجارتی سفر کے لئے ایلاف مل گیا۔ (۱۹) ان بادشاہوں اور سرداروں میں سے اکثر کو قریش تجارتی سفروں کے دوران بیش قیمت تحائف دیا کرتے تھے اور ان کی رعایا یا تعلق داروں میں سے جو کوئی جب کبھی مکہ مکرمہ آتا تو اس کی مہمان نوازی کرتے اور ان سے اچھا سلوک کرتے۔ یہ احسان اور مروت کا معاملہ قریش کی تجارت کا حصہ تھا، حتیٰ کہ کسی تجارتی راستہ کو کامیاب بنانے کے لئے وہ بعض اوقات اپنے نظریات کے خلاف بھی اپنی ہمسایہ اقوام کے لوگوں کی باتیں برداشت کرنے میں رواداری کا مظاہرہ کرتے، مثلاً جب حضرت ابوذر غفاری رضی اللہ عنہ مشرف باسلام ہوئے اور حضرت نبی کریم ﷺ نے ان کی بے کسی اور وطن سے دوری پر ترس فرما کر انہیں اختیار دیا کہ وہ اپنا دین چھپائے رکھیں، مگر اس کے باوجود جب انہوں نے بیت اللہ کی دیوار کے سایہ میں چلا چلا کر کلمۂ شہادت کا اقرار کرنا شروع کیا تو قریش مکہ ان پر ٹوٹ پڑے مگر حضرت عباس رضی اللہ عنہ کے یہ کہنے پر انہوں نے چھوڑ دیا:

**الستم تعلمون انه من غفار طريق تجار كم الى الشام (۲۰)**

دیکھو یہ قبیلہ غفار کا شخص ہے اور ہمارے تاجروں کی گزرگاہ قبیلہ غفار سے ہو کر جاتی ہے۔

یاد رہے کہ غفار کا قبیلہ شام کے راستہ پر آباد تھا اور شام کی طرف قریش کا موسم گرما کا تجارتی سفر ان کی معاشی خوشحالی کی بہت بڑا ذریعہ تھا۔

اسی طرح کا ایک واقعہ حضرت سعد رضی اللہ عنہ کو پیش آیا، جب وہ اسلام لا کر فتح مکہ

www.e-iqra.com

سے قبل مدینہ منورہ سے مکہ مکرمہ بیت اللہ کا طواف کرنے تشریف لے گئے، ابو جہل نے انہیں طواف کی سعادت پانے سے باز رکھنا چاہا تو انہوں نے بھرے حرم میں بآواز بلند کہنا شروع کیا:

> خبردار! اگر تو نے مجھے طواف کعبہ سے روکا تو میں مدینہ منورہ کی راہ سے تجھے (تجارت کرنے سے) روک دوں گا، اور تیرا مدینہ منورہ کی راہ سے رکنا میرے یہاں کے رکنے سے زیادہ نقصان دہ ہوگا۔

ایک دوسری روایت کے مطابق حضرت سعد رضی اللہ عنہ کے یہ الفاظ منقول ہیں:

> اللہ کی قسم! اگر تو نے مجھے طواف سے روکا تو میں تیری شام کی تجارت کاٹ دوں گا۔ (۲۱)

## نبی کریم ﷺ اور تجارت:

جب آپ ﷺ جوان ہوئے تو آپ ﷺ نے تجارت کو معاشی ذریعہ بنایا۔ اس انتخاب کی وجوہ میں سے نمایاں وجہ یہ تھی کہ آپ ﷺ کے خاندان بنو ہاشم اور قریش مکہ تجارت پیشہ تھے۔ (جس کی تفصیل اوپر گزر چکی ہے۔) آپ ﷺ کے آباؤ اجداد تجارت ہی کی وجہ سے شہرت رکھتے تھے۔ آپ ﷺ کے والد ماجد حضرت عبداللہ تجارت ہی کی غرض سے شام تشریف لے گئے اور واپسی پر مدینہ منورہ میں قیام فرمایا اور وہیں انتقال کر گئے۔ اس کی دوسری وجہ مکہ مکرمہ کی زمین کا سنگلاخ اور بے آب و گیاہ ہونا ہے۔ ایسی زمین کا باسی تجارت یا صنعت کے علاوہ اور کونسا پیشہ اختیار کر سکتا ہے؟۔ اس کی تیسری وجہ وہ حکمت الٰہیہ ہے جس حکیم نے اپنے نبی کریم ﷺ سے بکریاں چرواکر اس میں بردباری، ہوشیاری اور سمجھداری کی صفات پیدا کرنا تھیں، اسی ذات کریم نے انہی صفات عالیہ کی تکمیل تجارتی تجربات کے ذریعے کرائی۔ تجارت انسان میں قائدانہ صلاحتیں پیدا کرتی ہے تجارتی اسفار کے دوران خطرات سے بچاؤ اور دفاع کی تراکیب، خرید و فروخت میں فرزانگی، معاملہ فہمی، بات چیت کا ڈھنگ، اپنی بات دلائل سے منوانے کا سلیقہ، مختلف علاقوں اور ممالک کی سیاحت اور ان کے احوال و اخبار کا علم، لوگوں کی طبائع کا اندازہ، بے شمار خوبیاں ہیں جو انسان میں تجارت کے ذریعے پیدا ہوتی ہیں۔ نبی کریم ﷺ نے یہ تمام صفات اپنے اندر بدرجہ اتم پیدا کر لی تھیں۔

www.e-iqra.com

## حواشی وحوالہ جات


۱۔ بلاذری، ابوالحسن، فتوح البلدان، الازہر پریس، ۱۹۳۲ء، ص ۵۶

۲۔ سورہ قریش: ۱۔۴

۳۔ ابوجعفر محمد بن جریر طبری، تاریخ ص ۱۰۸۹

۴۔ طبری، تفسیر (جامع البیان) سورہ قریش

۵۔ طبری، تاریخ

۶۔ محمد ابن سعد، الطبقات الکبریٰ، بیروت، ج ۲ ص ۷

۷۔ انسائیکلوپیڈیا آف اسلام، عنوان مکہ

۸۔ لامنس، اسلام بلیف اینڈ انسٹی ٹیوشن، باب اول ص ۱۵

۹۔ حسن ابراہیم حسن، تاریخ اسلام، داراحیاء التراث العربی، بیروت، ج ا ص ۶۳

۱۰۔ یہ لڑائی قریش اور قیس کے دو قبیلوں میں ہوئی تھیں، قریش کے تمام خاندانوں نے اس معرکہ میں اپنی اپنی الگ فوجیں قائم کی تھیں، آل ہاشم کے علمبردار زبیر بن عبدالمطلب تھے، اسی صف میں جناب رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم بھی شریک تھے، بڑے زور کا معرکہ ہوا، اول قیس اور پھر قریش غالب آئے، آخر صلح پر خاتمہ ہوا، چونکہ قریش اس جنگ میں برسرحق تھے اور خاندان کے ننگ و نام کا معاملہ تھا اس لئے رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم نے بھی شرکت فرمائی۔ علامہ شبلی نعمانی، سیرۃ النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ناشران قرآن لاہور، ج ا ص ۱۸۳

۱۱۔ حسن ابراہیم حسن، تاریخ اسلام، ج ۲ ص ۶۳

۱۲۔ ایضاً ص ۶۱

۱۳۔ طبری، تاریخ ۲ ہجری کے واقعات، ص ۱۳۷۱

۱۴۔ ایضاً ص ۱۲۷۴

۱۵۔ ڈاکٹر یوسف الدین، اسلام کے معاشی نظریے، حصہ اول، حیدرآباد دکن، ۱۳۶۹ھ، ص ۴۸، ۴۹

۱۶۔ محمد بن حبیب، کتاب المحبر، حیدرآباد دکن، ص ۱۹۳

۱۷۔ احمد بن یعقوب، الیعقوبی، تاریخ، مطبع الغری، نجف، ۱۳۵۸ھ، ج ا ص ۲۰۱

۱۸۔ ایضاً

۱۹۔ ابن سعد، طبقات، ج ا ص ۴۵

۲۰۔ ابو محمد بن اسماعیل البخاری، الصحیح، اسلام ابی ذر رضی اللہ عنہ

۲۱۔ بخاری، کتاب المغازی، غزوہ بدر


www.e-iqra.com

# عہد رسالت میں تجارتی بازار

عرب میں کل تیرہ بڑے بڑے بازار لگتے تھے، جن کے نام ترتیب وار یہ ہیں:

۱۔ دومۃ الجندل ۲۔ صحار ۳۔ دبا ۴۔ شحر ۵۔ رابیہ حضر موت ۶۔ ذوالمجاز ۷۔ نطاۃ خیبر ۸۔ مشقر ۹۔ منیٰ ۱۰۔ حجر ۱۱۔ عکاظ ۱۲۔ عدن ۱۳۔ صنعاء

## دومۃ الجندل:

دومۃ الجندل کا بازار اپنے محل وقوع کے اعتبار سے بڑی اہمیت رکھتا تھا، یہاں سے مدینہ منورہ اور کوفہ تیرہ تیرہ مرحلے پر تھے اور دمشق دس مرحلے پر تھا، یہ بازار یکم ربیع الاول سے شروع ہو کر نصف ماہ تک پورے زور پر رہتا تھا اور آخر مہینہ پر چلا جاتا تھا۔ اس کے قریب بنو کلب، بنو جدیلہ اور بنو طے آباد تھے اور دو حکمران اکیدر عبادی اور قنافہ کلبی یہاں پر ٹیکس وصول کرتے تھے، اور ان ہی سے اس کا افتتاح ہوتا تھا۔

## مشقّر:

مشقر مقام ہجر (بحرین) میں واقع ہے، دومۃ الجندل سے تاجر اور خریدار اٹھ کر یہاں آتے تھے، یہ بازار پہلی جمادی الاخریٰ سے آخر مہینہ تک لگتا تھا، اس کے اطراف میں بنو عبد القیس اور بنو تمیم آباد تھے۔ بنو تمیم جو منذر بن ساوی سے تعلق رکھتے تھے، یہاں کا نظم ونسق سنبھالتے تھے، ان کی حیثیت شاہان فارس کے نائب کی تھی، اس بازار میں اہل فارس براہِ خشکی بڑی کثرت سے آتے تھے اور ان کی تجارت خوب چلتی تھی۔

## صحار:

صحار کا بازار پہلی رجب سے بیس رجب تک لگتا تھا اور مشقر کی ساری رونق یہاں سمٹ آتی تھی، جو لوگ کسی وجہ سے پہلے دونوں بازاروں میں شریک نہیں ہو سکتے تھے، وہ سوق صحار

www.e-iqra.com

میں شریک ہوتے تھے، یہاں عرب حکمران جلبندی عشر وصول کرتا تھا۔

## دَبا:

دَبا (دبی) کا بازار صحار کے بعد لگتا تھا، یہ مقام ہندوستان کے تجارتی جہازوں کے لئے بہت بڑی بندرگاہ تھا، ہندوستان، سندھ اور چین، غرض کہ مشرق و مغرب کے تاجر یہاں جمع ہوتے تھے:

و کانت احدی فرض الهند یجتمع بها تجار الهند و السند و الصین و اهلا المشرق و المغرب (۱)

دبا ہندوستان کی بندرگاہ تھی، جہاں ہندوستان، سندھ اور چین بلکہ مشرق مغرب کے تاجر جمع ہوا کرتے تھے۔

سوق دبا کی ابتدا رجب کے آخری دن ہوتی، یہاں بھی ہر قسم کے مال کی بڑی خرید و فروخت ہوتی تھی۔

## شحر مہرہ:

شحر مہرہ کا بازار اس پہاڑ کے درمیان میں لگتا تھا جس پر حضرت ہود علیہ السلام کی قبر ہے، سوق دبا کے بری اور بحری تاجر اٹھ کر یہاں آ جاتے، اس کا وقت نصف شعبان تھا یہاں عشر وغیرہ نہیں لیا جاتا تھا۔

## عدن:

شحر مہرہ سے تاجر اور خریدار اٹھ کر عدن آتے تھے، تاجروں میں وہی لوگ یہاں آتے جن کا تمام مال پہلے بازاروں میں فروخت نہیں ہوتا تھا، وہ یہاں آ کر باقی مال فروخت کر دیتے تھے، اسی طرح خریداروں میں بھی وہی زیادہ ہوتے جو دوسرے بازاروں میں نہیں پہنچ سکتے تھے، سوق عدن پہلی رمضان سے بیس تک رہتا تھا، یہاں کے منتظم ملوک حمیر تھے جو عشر لیتے تھے،

www.e-iqra.com

آخر میں ابنائے فارس سے یہ رقم وصول کرنے لگے تھے، ان کے حسن انتظام کی دھوم دھام ہندوستانی تاجروں میں اس قدر تھی کہ پورے ہندوستان میں اس کا چرچا تھا:

**حتی ان تجار البحر لترجع بالطیب المعمول تفخر به فی السند و الهند و ترتحل به تجار البر الیٰ فارس (۲)**

بحری تاجر یہاں کے حسن کارکردگی کا فخر یہ تذکرہ سندھ اور ہندوستان میں کرتے تھے، اور بری تاجر اسے پورے فارس میں جا کر بیان کرتے تھے۔

## صنعاء:

عدن کے بعد صنعاء کا بازار نصف رمضان سے شروع ہو کر آخر تک رہتا تھا، یہاں کپڑے، لوہے، روئی، زعفران اور مختلف رنگوں کی تجارت خوب ہوتی تھی۔

## رابیہ:

پھر صنعاء کا یہ بازار ختم ہو کر دو بازاروں میں منقسم ہو جاتا تھا، یعنی سوق رابیہ، حضرموت اور سوق عکاظ۔ یہ دونوں بازار ایک ہی وقت میں نصف ذی قعدہ میں لگتے تھے، چونکہ رابیہ حضرموت کے بازار کا منتظم اور نگران کوئی حکمران نہیں ہوتا تھا اس لئے تاجر اس کی طرف کم توجہ کرتے تھے۔

## عُکاظ:

سوق عکاظ نجد کے بالائی علاقہ میں عرفات کے قریب لگتا تھا، یہ پورے عرب کا سب سے بڑا بازار تھا، اس میں قریش مکہ، ہوازن، غطفان، خزاعہ اور احابیش یعنی حارث بن عبدہ مناۃ، عضل، مصطلق اور دوسرے عرب قبائل آتے تھے، نصف ذی قعدہ سے غرۂ ذوالحجہ تک رہتا تھا، یہاں کسی قسم کا ٹیکس نہیں تھا، اس میں نہایت عمدہ اور نایاب سامان فروخت ہوتا تھا، جو عرب کے کسی بازار میں نہیں ملتا تھا، ملوک یمن اور ملوک حیرہ یہاں پر عمدہ تلواریں، نفیس حلے، قیمتی سواریاں، مشک، عود اور دوسری قیمتی چیزیں تجارت کے لئے بھیجا کرتے تھے، عربوں میں جوان

www.e-iqra.com

کی بولی بولتا اور ان کو خریدتا، وہ بہت ہی معزز سمجھا جاتا اور اسے ان بادشاہوں کے دربار میں باریابی کا شرف حاصل ہوتا۔

## ذوالمجاز:

ذوالحجہ کا چاند دیکھتے ہی عکاظ کا بازار ٹوٹ کر ذوالمجاز میں منتقل ہو جاتا تھا اور یہاں کے تمام تاجر وہاں پہنچ کر خرید وفروخت میں مشغول ہو جاتے، یہ مقام عکاظ سے بہت قریب ہے، ذوالمجاز میں لوگ یوم ترویہ تک مقیم رہتے، عرب کے حجاج اور دوسرے بازاروں میں نہ شریک ہونے والے افراد عام طور سے سوق ذوالمجاز میں شریک ہوتے تھے۔

## دوسرے اسواق:

ان بازاروں کے علاوہ سوق نطاۃ خیبر اور سوق حجر یمامہ میں خرید وفروخت کی سرگرمیاں ہوا کرتی تھیں، بعضوں نے مجنہ کو بھی اسواق عرب میں شمار کیا ہے، یہ مقام ذوالمجاز اور سقی سے قریب حضر موت کے پیچھے واقع ہے، سوق دیرایوب بھی ایک بازار تھا، اور سوق بصریٰ بھی ۲۵ دن تک ہوتا تھا، جو بنو امیہ کے زمانہ تک جاری رہا اور چالیس دن تک رہتا تھا، نیز سوق اذرعات پانچویں صدی تک جاری رہا، یہ اس دور میں عرب کے بازاروں میں سب سے بڑا بازار ہوتا تھا۔ (۳)

## حواشی وحوالہ جات


۱۔ الازمنہ والامکنہ مرزوقی، حیدرآباد، ج ۲، ص ۱۶۳۔ کتاب المحبر، حیدرآباد، ص ۲۶۶

۲۔ کتاب الازمنہ والامکنہ، ج ۲، ص ۱۶۴

۳۔ الازمنہ والامکنہ، ج ۲، ص ۱۶۲۔۱۶۶


www.e-iqra.com

# حضور ﷺ کے شریکِ تجارت افراد

## حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ:

حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ پارچہ فروش تھے۔(۱) یہ مکہ کی ایک ممتاز شخصیت تھے، کپڑے کے تاجر اور صاحب مال و دولت تھے۔(۲) یہ بچپن ہی سے آپ ﷺ کے دوست یعنی ندیم و مصاحب تھے۔(۳) شاہ مصباح الدین شکیل لکھتے ہیں:

> قریش کے ایک بڑے سوداگر حضرت ابوبکر صدیق رضی اللہ عنہ بھی آپ (ﷺ) کے شریک کاروبار تھے، وہ کبھی کبھی تجارتی سفر میں آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے ساتھ ساتھ ہوتے، وہ شروع ہی سے آپ ﷺ کی کاروباری صداقت و امانت کے بڑے گرویدہ تھے۔(۴)

بعثت سے پہلے نبی مکرم صلی اللہ علیہ وسلم اور حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کے درمیان گہرے دوستانہ مراسم تھے، ایک دوسرے کے پاس آمد و رفت، نشست و برخاست پر، اہم بات پر صلاح و مشورہ ہر روز کا معمول تھا، کئی تجارتی اسفار جو بیرون ملک پیش آئے، ان میں ابوبکر رضی اللہ عنہ حضور (ﷺ) کہ ہمراہ رہے (۵)، یہ ہجرت مدینہ کے بعد بھی تجارت کرتے رہے، یہ شام سے سفید کپڑوں کی درآمد کیا کرتے تھے اور جب مدینہ میں داخل ہوتے تو سفید لباس پہنے ہوتے تھے(۶)۔ نہ صرف زمانۂ جاہلیت بلکہ تاحیات حضور ﷺ کے شریک تجارت رہے۔

## حضرت ابوطالب بن عبدالمطلب:

یہ حضور ﷺ کے شریک تجارت قریش کے بڑے سردار تھے (۷)۔ سید سلیمان ندوی کے مطابق حضرت ابوطالب تاجر تھے (۸)۔ اور قریش مکہ تجارت کیا کرتے تھے (۹)۔ نور محمد غفاری کے مطابق ابوطالب عطر اور گیہوں فروش تھے (۱۰)۔ حضرت ابوطالب اپنے والد اور دادا

www.e-iqra.com

کی طرح شام اور یمن کے ساتھ تجارت کیا کرتے تھے۔ بصرہ اور شام کے دوسرے شہروں میں حجاز کی کھجوریں اور یمن کا عطر لے جاتے اور ان کے بدلے بازنطینی اشیاء لے آتے تھے (۱۱)۔

علامہ سیوطیؒ ایک واقعہ لکھتے ہیں کہ ایک بار کچھ یہودی حضرت ابو طالب کے پاس کچھ سامان خریدنے کے لئے آئے، معاملات ابھی طے پا ہی رہے تھے کہ حضور ﷺ وہاں تشریف لے آئے، اس وقت آپ ﷺ ابھی بچے تھے (۱۲)۔ اوائل عمر میں ہی آپ ﷺ حضرت ابو طالب کے ساتھ تجارتی مہموں پر جاتے رہے اور جب بڑے ہوئے تو تجارت کو ذریعہ معاش بنایا (۱۳)۔ ایک بار حضرت ابو طالب شام کے سفر کے لئے روانہ ہوئے تو حضور ﷺ کو بھی ہمراہ لے گئے اور ایسا انہوں نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم پر ترس کھا کر نہیں کیا بلکہ اپنے شریک تجارت کی حیثیت سے لے گئے تھے۔ ایک بار ذوالمجاز کے میلے میں بھی ان کا حضور ﷺ کے ہمراہ جانا ثابت ہوتا ہے۔

عرب معاشرے میں سالانہ میلے بھی عدلیہ کے اداروں میں سے تھے۔ الیعقوبیؒ نے ایسے دس میلوں کا ذکر کیا ہے جو مختلف مہینوں میں عرب کے مختلف مقامات پر لگتے تھے، ان میں عکاظ کا میلہ سب سے مشہور اور بڑا ہوتا تھا، عکاظ کے ججوں کے سامنے پیش ہونے والے مقدمات کی نوعیت اور حدود بہت وسیع تھیں۔ بنو ہاشم کے ایک شخص کو قریش کی ایک دوسری شاخ کے خدایش نامی شخص نے ایک رسی کے بدلے قتل کر دیا۔ اس کا فیصلہ حضرت ابو طالب نے یہ دیا کہ تم تین شرائط میں سے ایک مان لو، یعنی یا تو سو اونٹ دیت ادا کرو، یا پھر تمہاری قوم کے پچاس آدمی اس بات کا حلف اٹھائیں کہ تم نے قتل نہیں کیا، اگر تم اس کا بھی انکار کر دو تو ہم تمہیں اس شخص کے بدلے میں قتل کر دیں گے، اب ایک عورت آئی اور اس نے کہا کہ پچاس حلف اٹھانے والوں میں سے میرے بیٹے کو مستثنیٰ قرار دے دیں، یعنی اس سے حلف نہ لیں، حضرت ابو طالب نے اس بات کو منظور کر لیا، دوسرا شخص آیا اور کہا کہ آپ نے کہا ہے کہ سو اونٹوں کے بدلے میں پچاس آدمی حلف اٹھائیں، ہر آدمی کے بدلے دو اونٹ آتے ہیں، یہ میرے دو اونٹ انہیں قبول کر لیں اور مجھے بھی اس حلف سے مستثنیٰ قرار دے دیں، حضرت ابو طالب نے قبول کیا، اب اڑتالیس آدمی آئے اور

www.e-iqra.com

حلف اٹھایا (۱۴)۔زبیر بن بکر کے مطابق فیصلہ ولید بن مغیرہ نے کیا تھا (۱۵)۔

اس بات سے ثابت ہوتا ہے کہ حضرت ابو طالب نے صرف تجارتی میلوں میں شریک ہوئے بلکہ بعض اوقات وہاں ثالث بن کر فیصلہ بھی کیا کرتے تھے۔

## حضرت حکیم رضی اللہ عنہ بن حزام:

حضرت حکیم رضی اللہ عنہ بن حزام حضور اکرم ﷺ کے دوست تھے،ام المؤمنین حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے سگے بھتیجے تھے اور بہت بڑے تاجر تھے۔صفی الرحمٰن مبارکپوری لکھتے ہیں:

> حضرت حکیم رضی اللہ عنہ بن حزام کبھی کبھی شعب ابی طالب میں گیہوں پہنچایا کرتے تھے،ایک بار گیہوں لے جارہے تھے کہ ابو جہل سے ٹکراؤ ہو گیا اور وہ غلہ روکنے پر اڑ گیا،اس موقع پر ابوالبختری نے ابو جہل سے مداخلت کی اور حضرت حکیم رضی اللہ عنہ بن حزام کو غلہ لے جانے دیا۔(۱۶)

پیر محمد کرم شاہ الازہری لکھتے ہیں کہ ابو جہل نے حضرت حکیم رضی اللہ عنہ بن حزام کو گندم کی بوری لے جاتے دیکھا تھا۔(۱۷)ابن ہشام کے مطابق اس موقع پر ابوالبختری نے ابو جہل کی پٹائی بھی کی تھی۔(۱۸) یہ یقیناً حضور اکرم ﷺ کے شریک تجارت تھے اور آپ ﷺ کے مال تجارت میں سے وہ گندم شعب ابی طالب میں پہنچاتے تھے۔ان کا حضور ﷺ کا شریک تجارت ہونا یوں بھی ثابت ہوتا ہے کہ ایک بار حضور ﷺ نے حضرت حکیم رضی اللہ عنہ بن حزام کو قربانی کے جانور خریدنے کے لئے ایک دینار دیا،انہوں نے ان پیسوں سے مینڈھا خریدا اور دو دینار میں بیچ ڈالا۔پھر ایک اور جانور خریدا اور اسے ایک دینار سمیت حضور ﷺ کی خدمت میں پیش کر دیا،آپ ﷺ نے بچا ہوا دینار صدقہ کر دیا اور ان کے لئے دعا کی کہ اللہ تعالیٰ ان کی تجارت میں برکت عطا فرمائے (۱۹)۔

## حضرت خَدِیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا:

حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے حضور اکرم ﷺ کو ان کی تاجرانہ شہرت کی وجہ سے

www.e-iqra.com

شراکت پر آمادہ کیا اور بیرون ملک اسفار پر بھیجا (۲۰)۔ یہ خیال غلط ہے کہ آپ ﷺ نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ملازمت اختیار کی تھی۔ محمد کلیم آرائیں لکھتے ہیں:

> رسول اکرم ﷺ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے وقت مکہ کے ایک مشہور تاجر تھے، تجارتی امور میں مہارت اور امانت و دیانت میں ہر کوئی آپ ﷺ کا معترف تھا، یہ تاثر غلط ہے کہ آپ ﷺ کو حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے اپنا ملازم یا تجارتی کارندہ بنایا تھا، حضور ﷺ ایک خود مختار اور خوش حال تاجر تھے اور آپ ﷺ نے کبھی کسی تاجر کی ملازمت اختیار نہیں فرمائی۔ (۲۱)

## حضرت خُزَیمہ رضی اللہ عنہ:

حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے بھتیجے تھے اور حضور ﷺ کے ہم عمر تھے، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی تجارت میں شرکت سے پہلے یہ کئی تجارتی مہموں میں حضور اکرم ﷺ کے ہمراہ تھے۔ حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ کے دوسرے کئی افراد کی طرح آپ ﷺ سے تجارتی روابط تھے اور وہ آپ ﷺ کے تجارتی معاملات اور دیانت داری کے قائل ہو چکے تھے اور ان کا شمار حضور ﷺ کے مداحوں میں ہوتا تھا، حضرت خزیمہ رضی اللہ عنہ نے حضور ﷺ کی کاروباری صلاحیت کے بارے میں خود حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا سے بات کی (۲۲)۔ یہ حضور ﷺ کے دوستوں میں بھی شمار ہوتے تھے۔

## حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ:

حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ زمانۂ جاہلیت میں حضور ﷺ کے شریک تجارت تھے، اس کا ثبوت یہ ہے کہ عبدالرحمٰن ابن جوزی لکھتے ہیں حضرت ابوسفیان بن حرب رضی اللہ عنہ اور امیہ بن ابی الصلت شام کے تجارتی سفر کو گئے، وہاں نصرانی عالموں سے نبی آخر الزمان ﷺ کی آمد کی بشارتیں سنیں، حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے مکہ مکرمہ پہنچ کر چند روز

www.e-iqra.com

قیام کیا اور پھر حبشہ کی طرف چلے گئے، وہاں سے پانچ ماہ کے بعد واپسی ہوئی، حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میرے پاس لوگ آتے اور اپنے سامان کے متعلق دریافت کرتے اور قیمت فروخت کے بارے میں پوچھتے تھے، سب سے آخر میں حضور اکرم ﷺ میرے پاس آئے اور اپنے سامان تجارت کے بارے میں پوچھنے کے بجائے مجھ سے میرا حال پوچھا، سفر کی تفصیلات دریافت کی اور واپس تشریف لے گئے، حالانکہ میرے پاس ان کا سامان موجود تھا۔ (۲۳) حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ بن حرب تیل اور چمڑا فروخت کیا کرتے تھے۔ (۲۴)

## حضرت زبیر بن عبدالمطلب:

حضرت زبیر بن عبدالمطلب حضور اکرم ﷺ کے چچا تھے، اور آپ ﷺ کے شریک تجارت بھی، حضرت زبیر کا شمار مکہ کے متمول تاجروں میں ہوتا تھا (۲۵)۔ حضور ﷺ کے والد گرامی حضرت عبداللہ کی وفات کے بعد حضرت آمنہ نے ایک تدبر اور دوراندیشی کا مظاہرہ کرتے ہوئے حضرت عبداللہ کے ترکے کو حضرت زبیر کے کاروبار میں لگا دیا جو ایک کامیاب تاجر تھے، اس طرح سرمائے میں اضافہ ہوتا رہا (۲۶)۔ ایم ڈی فاروق کے مطابق حضور ﷺ کا تمام کاروبار حضرت زبیر کی زیرنگرانی ہی رہا، آپ ﷺ نے دس برس کے عمر میں چچا زبیر کے ہمراہ یمن کا سفر کیا۔ علامہ شبلی رحمہ اللہ کہتے ہیں:

> حضور اکرم صلی اللہ علیہ وسلم سن شعور کو پہنچنے کے بعد اپنے چچا حضرت زبیر کے ہمراہ تجارتی سفروں میں شریک ہوا کرتے تھے۔ (۲۷)

## حضرت سائب رضی اللہ عنہ:

حضرت سائب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں رسول اللہ ﷺ کے پاس آیا، لوگ میرا ذکر کر رہے تھے اور میری تعریف کر رہے تھے، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: میں اسے خوب جانتا ہوں، میں نے عرض کیا یا رسول اللہ ﷺ میرے ماں باپ آپ ﷺ پر قربان! آپ ﷺ نے سچ فرمایا ہے، آپ ﷺ میرے شریک تجارت تھے کتنے اچھے شریک تھے، نہ کھینچا تانی

www.e-iqra.com

کرتے تھے اور نہ جھگڑا کرتے تھے۔ (۲۸)

## حضرت سائبؓ بن ابی سائب رضی اللہ عنہ:

ابن ہشام نے کہا السائب بن ابی السائب رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے شریک تجارت تھے، جس کے متعلق آپ ﷺ کی حدیث ہے:

السائب بہترین شریک ہے کہ نہ وہ اصرار کرتا ہے، نہ جھگڑتا ہے۔

ہماری اطلاعات کے مطابق اس نے اسلام اختیار کیا اور اللہ بہتر جانتا ہے وہ اسلام ئیں بھی بہتر تھا، ابن شہاب الزہری نے عبید بن عبداللہ بن عتبہ سے ابن عباس کی روایت کا ذکر ہے کہ السائب بن ابی السائب بن عائذ بن عبداللہ بن عمر بن مخزوم ان لوگوں میں سے ہے جنہوں نے قریش میں سے رسول اللہ ﷺ کے دست مبارک پر بیعت کی تھی اور آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے الجعرانہ کے روز حنین کی غنیمت میں سے اسے بھی حصہ عطا فرمایا تھا۔ ابن ہشام نے کہا ابن اسحاق کے سوا بھی بعض نے بیان کیا ہے کہ اسے الزبیر بن عوام نے قتل کیا۔ (۲۹)

## حضرت عبّاس رضی اللہ عنہ:

حضور ﷺ اپنے لڑکپن میں اپنے چاچا حضرت زبیر بن عبدالمطلب کے ہمراہ یمن کے تجارتی سفر کو گئے تھے، اس سفر میں آپ ﷺ کے دوسرے چاچا حضرت عباس رضی اللہ عنہ بن عبدالمطلب بھی ہمراہ تھے۔ روضۃ الاحباب میں ہے کہ حضرت زبیر اور ایک اور روایت کے مطابق حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو طالب کی خدمت میں عرض کی کہ آپ ہمارے ہمراہ محمد ﷺ کو یمن کی طرف سفر کی غرض سے بھیج دیں، چنانچہ حضرت ابو طالب نے اجازت دے دی۔ (۳۰)

اور یہاں یہ بات قابل ذکر ہے کہ حضرت عباس رضی اللہ عنہ یمن سے عطر لا کر ایام حج میں فروخت کیا کرتے تھے (۳۱)۔ میرے نزدیک یہ بزرگ حضور اکرم ﷺ کے شریک تجارت تھے۔

www.e-iqra.com

## حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ:

نور محمد غفاری اصابہ کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ کہتے ہیں، میں زمانہ جاہلیت میں حضور صلی اللہ علیہ وسلم کا شریک تجارت تھا، جب اسلام قبول کرنے کے بعد حضور ﷺ کی خدمت اقدس میں حاضر ہوا تو آپ ﷺ نے مجھ سے پوچھا کہ مجھے پہچانتے ہو، میں نے عرض کیا کیوں نہیں، آپ ﷺ تو میرے شریک تجارت تھے، کیا ہی اچھے شریک تھے، نہ کسی بات کو ٹالتے تھے، نہ ہی تکرار کرتے تھے۔ (۳۲) ابن اثیر نے ان کا پورا نام حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ بن ابی سائب لکھا ہے اور لکھا ہے کہ اہل مکہ نے ان سے قرأت حاصل کی تھی، مجاہد بن جبیر نے حضرت عبداللہ بن سائب رضی اللہ عنہ سے قرآن پاک پڑھا اور ابن کثیر نے مجاہد سے۔ (۳۳)

## عبداللہ بن ابی الحمسا:

شاہ مصباح الدین شکیل عبداللہ بن ابی الحمساء کے بارے میں لکھتے ہیں کہ انہوں نے حضور ﷺ کے ساتھ تجارتی معاہدہ کیا تھا۔ (۳۴) ایفائے عہد کے سلسلے میں ان کا ذکر بیشتر کتابوں میں ملتا ہے۔

## قیس بن سائب:

قیس بن سائب بھی آپ ﷺ کے شریک تجارت تھے، علامہ شبلی حضرت سائب کے ذکر کے بعد لکھتے ہیں کہ قیس بھی انہی الفاظ کے ساتھ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کے حسن معاملہ کی شہادت دیتے ہیں۔ (۳۵) ابن اثیر لکھتے ہیں کہ قیس بن سائب زمانہ جاہلیت میں حضور اکرم ﷺ کے ساتھ شریک تھے۔ (۳۶)

## حضرت نواس رضی اللہ عنہ:

حضور ﷺ ابھی مکہ میں ہی تھے کہ حضرت نواس رضی اللہ عنہ بن سمعان بن خالد حضور

www.e-iqra.com

ﷺ کی خدمت میں ملاقات کی غرض سے آئے، آپ ﷺ نے دریافت فرمایا کہ تم کس قبیلے سے تعلق رکھتے ہو، انہوں نے عرض کی کہ ضیعہ بن ربیعہ سے، حضور ﷺ نے فرمایا: ربیعہ کے ذیلی قبیلوں میں عبدالقیس کا نمبر پہلا ہے اور پھر تمہارا، پھر دو حلّے حضرت نواس رضی اللہ عنہ کو دے کر خرید وفروخت کے لئے یمن روانہ کیا۔ (۳۷)

## ہشام بن عمرو العامری:

شعب ابی طالب کی محصوری کے دوران کچھ لوگ رات کی تاریکی میں کفار کی نظروں سے بچ کر کھانے کی کوئی نہ کوئی چیز وہاں پہنچا دیا کرتے تھے، ان لوگوں میں ہشام بن عمرو العامری سرفہرست تھے، ایک بار سامان خوراک سے لدے ہوئے تین اونٹ لے کر یہ شعب ابی طالب گئے، قریش کو اس واقعہ کی خبر مل گئی تو صبح سویرے سب اکٹھے ہو کر ہشام بن عمرو العامری کے گھر پہنچے اور انہیں برا بھلا کہا، انہوں نے کہا کہ وہ آئندہ ایسا نہیں کریں گے، مگر دوسری بار قریش کو اطلاع ملی کہ وہ دوسری رات پھر لدے ہوئے اونٹ شعب ابی طالب کے محصورین کے پاس پہنچا آئے، اس بات پر کفار نے ان پر تلواریں بے نیام کرلیں، آخر حضرت ابوسفیان رضی اللہ عنہ نے بیچ بچاؤ کرایا۔ (۳۸)

ہشام بن عمرو یا دیگر جو افراد بھی شعب ابی طالب کے محصورین کو غلہ پہنچاتے تھے، میرے نزدیک وہ تمام لوگ حضور ﷺ کی تجارت میں شریک تھے، اسی طرح ہشام بن عمرو شعب ابی طالب میں غلہ پہنچا کر ان کی امداد نہیں کر رہے تھے بلکہ وہ حضور ﷺ کے شریک تجارت کی حیثیت سے مال تجارت غلہ کی صورت میں مہیا کر رہے تھے، کیونکہ محصوری کے دوران آپ ﷺ تجارت نہیں کر سکتے تھے، اس لئے اس موقع پر پہلے سے پس انداز کی ہوئی رقم کام آئی اور یہاں پر محصور تمام افراد کی خوراک اور تمام ضروریات زندگی کو پورا کرنے کے لئے آپ ﷺ کی تجارت کی رقم کام آئی، اگر آپ ﷺ محصورین کے اخراجات پورے نہ کر رہے ہوتے تو انہیں آپ ﷺ کی وجہ سے تین سال ایک گھاٹی میں گزارنے کی کیا ضرورت تھی، جب کہ ان میں مسلمانوں کے علاوہ غیر مسلم افراد بھی شامل تھے، (شعب ابی طالب کے سلسلے میں سیرت نگاروں کی کئی

www.e-iqra.com

باتوں کی تطبیق میری کتاب ''حضور ﷺ کی معاشی زندگی'' میں موجود ہے)۔

صفی الرحمٰن مبارک پوری اس سلسلے میں یوں لکھتے ہیں:

> محرم ۱۰ نبوت میں صحیفہ چاک کیے جانے اور ظالمانہ عہد و پیاں کو ختم کیے جانے کا واقعہ پیش آیا، اس کی وجہ یہ تھی کہ شروع ہی سے قریش کے کچھ لوگ اگر اس عہد و پیاں پر راضی تھے تو کچھ ناراض بھی تھے، اور ان ہی ناراض لوگوں نے اس صحیفے کو چاک کرنے کی تگ و دو کی، اس کا اصل محرک قبیلہ بنو عامر بن لوئی کا ہشام بن عمرو نامی ایک شخص تھا، یہ رات کی تاریکی میں چپکے چپکے شعب ابی طالب کے اندر غلہ بھیج کر بنو ہاشم کی مدد بھی کرتا تھا۔ (۳۹)

## حواشی و حوالہ جات


۱۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشی زندگی، ص ۵۱

۲۔ تاریخ محمد صلی اللہ علیہ وسلم، ص ۲۳۳

۳۔ الوفا، ص ۱۹۶

۴۔ سیرت احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، ج ۱، ص ۱۰۵

۵۔ نور اسلام، نومبر ۱۹۹۳ء، ص ۹

۶۔ نقوش، ج ۱، ص ۵۵۸

۷۔ حضرت محمد صلی اللہ علیہ وسلم (ولادت سے نزول وحی تک) حصہ اول، ص ۲۰۶

۸۔ رحمت عالم صلی اللہ علیہ وسلم، ص ۱۵

۹۔ شہدائے عہد نبوی صلی اللہ علیہ وسلم، ص ۴۰/ ساجد الرحمٰن، سیرت رسول صلی اللہ علیہ وسلم، ص ۱۰

۱۰۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشی زندگی، ص ۵۱

۱۱۔ سید امیر علی، سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم، ص ۲۵ حاشیہ

۱۲۔ الخصائص الکبریٰ، ج ۱، ص ۱۵۸

۱۳۔ ہفت روزہ، ہلال، راولپنڈی، ۱۲ مارچ ۱۹۷۶ء ''رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت تاجر''

۱۴۔ نقوش، رسول صلی اللہ علیہ وسلم نمبر، ج ۱۱، ص ۶۱۳، ۶۱۴

۱۵۔ ایضاً


www.e-iqra.com

۱۶۔ الرحیق المختوم، ص ۱۹۰

۱۷۔ ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج ۲، ص ۳۸۱

۱۸۔ سیرت ابن ہشام، ج ۱، ص ۳۸۷

۱۹۔ آسمان ہدایت کے ستر ستارے، ص ۲۰۷

۲۰۔ فکر و نظر، مارچ ۱۹۸۴ء، ص ۷

۲۱۔ سرورِ عالم صلی اللہ علیہ وسلم کے سفر مبارک، ص ۴۳

۲۲۔ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم، ص ۸۸

۲۳۔ الوفا، ص ۷۱

۲۴۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشی زندگی، ص ۵۱

۲۵۔ محفل، خیر البشر صلی اللہ علیہ وسلم نمبر، مارچ ۱۹۸۱ء، ص ۱۸۰ ''حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی مکی زندگی کے چالیس سال از محمد اسلم

۲۶۔ تاریخ محمد صلی اللہ علیہ وسلم، ص ۲۱۰

۲۷۔ علامہ شبلی، ص ۳۱ حاشیہ

۲۸۔ سنن ابی داؤد، کتاب الادب، باب فی کراہیۃ المرآء، رقم: ۱۴۰۹

۲۹۔ سیرت ابن ہشام، ج ۱، ص ۸۲۰

۳۰۔ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم، ص ۲۸

۳۱۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشی زندگی، ص ۵۱

۳۲۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشی زندگی، ص ۷۶

۳۳۔ اسد الغابہ، ج ۵، ص ۲۳۲

۳۴۔ سیرت احمد مجتبیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، ج ۱، ص ۱۰۴

۳۵۔ علامہ شبلی، سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج ۱

۳۶۔ اسد الغابہ، ج ۷، ص ۲۹۰

۳۷۔ اسد الغابہ، ج ۹، ص ۸۶

۳۸۔ پیر محمد کرم شاہ الازہری، ضیاء النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج ۲، ص ۳۸۵، ۳۸۶

۳۹۔ الرحیق المختوم، ص ۱۹۱


www.e-iqra.com

# حضور ﷺ کے تجارتی اسفار

## حضرت زبیر کے ساتھ تجارتی سفر:

محمد احسان الحق، علامہ شبلی نعمانی کی کتاب ''سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم'' کے حاشیے میں لکھتے ہیں کہ حضور ﷺ سن شعور کو پہنچنے کے بعد اپنے چچا حضرت زبیر کے ہمراہ تجارتی سفروں میں شریک ہوا کرتے تھے (۱) ایم ڈی فاروق بھی لکھتے ہیں:

> آنحضرت (ﷺ) نے اپنے شفیق چچا حضرت زبیر کے تجارتی سفروں میں ان کی معیت، معاونت اور تربیت سے فائدہ حاصل کیا اور آپ ﷺ اپنے چچا کے ساتھ شریک تجارت رہے۔ تجارتی سفروں میں جناب حضرت زبیر ہی آنحضرت ﷺ کو اپنے ساتھ رکھتے تھے۔ (۲)

ایم ڈی فاروق حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کے ساتھ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے نکاح کا ذکر کرتے ہوئے کہتے ہیں:

> اس وقت تک آپ ﷺ شام، یمن، بحرین وغیرہ کے کئی تجارتی سفر کر چکے تھے اور حقیقت بھی یہی ہے کہ آپ ﷺ نے دس سال کی عمر میں اپنے چچا حضرت زبیر کی معیت میں یمن کا سفر کیا۔ (۳)

انہوں نے عمر مبارک دس سال بتائی ہے جبکہ عام سیرت نگار ۱۶ سال، (۴) ۱۷ سال، (۵) اور ۱۹ سال (۶) بتاتے ہیں۔ بہر حال اس سفر کے متعلق ابوالجلال ندوی کہتے ہیں کہ یہ سفر یمن کی طرف کیا گیا تھا اور اس سفر میں آپ ﷺ کے ساتھیوں نے بہت کامیاب تجارت کی، آپ ﷺ کے تجارتی مشاغل نے آپ ﷺ کو ان بہت سی خرابیوں سے واقف کرا دیا جو عربی اصول تجارت میں داخل تھیں۔ احادیث میں بیع و شراء سے متعلق جو اوامر و نواہی ملتے ہیں، ان کے پس پشت آپ ﷺ کے تاجرانہ تجربات بھی جھانکتے نظر آتے ہیں۔ (۷)

www.e-iqra.com

امام عبدالرحمٰن ابن جوزی لکھتے ہیں کہ جب عمر مبارک تیرہ سال یا اس سے ذرا متجاوز ہوئی تو اپنے چچا حضرت زبیر کے ساتھ عازم سفر ہوئے۔ اثنائے سفر میں ایک وادی میں ایک مست اونٹ راہروؤں کی راہ روکے ہوئے تھا، حضور ﷺ کو دیکھ کر بیٹھ گیا اور اپنے سینے کو زمین پر رگڑنے لگا اور آپ ﷺ کو وادی سے پار چھوڑ کر آیا، واپسی پر پانی سے ڈوبی ہوئی وادی ملی حضور ﷺ نے پانی میں قدم رکھا تو خشک ہو گیا اور سارا قافلہ وادی سے صحیح وسلامت گزر گیا۔(۸) ڈاکٹر اسپرنجر اس واقعے کی تردید کرتا ہے۔(۹)

اس سفر کے بارے میں روضۃ الاحباب میں ہے کہ حضرت زبیر بن عبدالمطلب اور براویت دیگر حضرت عباس رضی اللہ عنہ نے حضرت ابوطالب کی خدمت میں گزارش کی کہ آپ ہمارے ساتھ محمد (ﷺ) کو بھی یمن کی طرف بھیج دیں، حضرت ابوطالب نے مان لیا اور آپ ﷺ کو یمن بھیج دیا۔(۱۰)

اس طرح کم از کم ایک تجارتی سفر تو حضرت زبیر کی ہمراہی میں ثابت ہوتا ہے، ہوسکتا ہے ایک سے زیادہ بلکہ کئی مرتبہ ایسا ہوا ہو، لیکن اس سے ایم ڈی فاروق یا احسان الحق کی تائید نہیں ہوتی کہ حضور ﷺ نے تمام اسفار تجارت حضرت زبیر ہی کے ساتھ کیے۔ یہ بات طے ہے کہ ۱۶، ۱۷ یا ۱۹ سال کی عمر میں خاصے اصرار کے ساتھ حضرت زبیر یا حضرت عباس رضی اللہ عنہ کا حضور ﷺ کو ساتھ لے جانا محض سیر کرانے کے لئے نہیں تھا بلکہ یہ تجارتی سفر تھا اور لازماً اس میں حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام خود یا اگر آپ ﷺ کم سن تھے تو حضرت زبیر آپ ﷺ کا سامان تجارت لے گئے ہوں گے۔

## حضرت ابوطالب کے ساتھ تجارتی سفر:

آنحضرت ﷺ کی عمر قریباً بارہ سال ہوگی کہ حضرت ابوطالب نے حسب دستور شام کا ارادہ کر لیا، سفر کی تکلیف یا کسی اور وجہ سے وہ آنحضرت صلی اللہ علیہ وسلم کو ساتھ نہیں لے جانا چاہتے تھے، لیکن آنحضرت ﷺ کو حضرت ابوطالب سے اس قدر محبت تھی کہ جب حضرت ابوطالب چلنے لگے تو آپ ﷺ ان سے لپٹ گئے، حضرت ابوطالب نے آپ ﷺ کی دل شکنی گوارا نہ کی اور

www.e-iqra.com

ساتھ لے لیا۔ (۱۱)

یہ بات تو سمجھ میں آتی ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام بارہ سال (۱۲) یا ۹ سال (۱۳) کی عمر میں حضرت ابو طالب کے ساتھ شام کے تجارتی سفر میں گئے، حضرت ابو طالب حضور ﷺ کے سرپرست و نگران تھے، آپ ﷺ کے تجارتی امور بھی انہی کی نگرانی میں تھے۔ مجھے یقین ہے کہ وہ حضور ﷺ کو خود ساتھ لے گئے ہوں گے تا کہ انہیں تجارتی رموز سے بھی آگاہ کیا جائے اور تجارتی معاملات میں انہیں باقاعدہ شریک بھی کیا جائے۔ اس سلسلے میں آپ ﷺ کی محبت آمیز بچگانہ ضد کی کہانی محض کہانی معلوم ہوتی ہے۔ علامہ ذہبی نے لکھا ہے کہ میں اس حدیث کے بعض واقعات کو موضوع، جھوٹا اور گھڑا ہوا خیال کرتا ہوں۔ (۱۴)

حافظ ابن حجر کہتے ہیں کہ حضرت ابو بکر اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما کی شرکت کا حصہ غلطی سے اس روایت میں شامل ہو گیا ہے۔ (۱۵) لیکن محمد ابراہیم سیالکوٹی کا کہنا ہے کہ حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ حضور ﷺ نے بیس سال کی عمر میں ایک اور سفر شام کیا تھا، انہوں نے اس سلسلے میں حاشیے میں تفصیلی بحث کی ہے۔

علامہ شبلی نعمانی نے اس روایت کو درست نہیں مانا، ان کی مجبوری یہ ہے کہ ان کے پیش نظر مستشرقین کے اعتراضات ہیں یا ان کے نکالے ہوئے نتیجے۔ اور وہ عام طور پر یہی طریقہ اختیار کرتے ہیں کہ یا تو واقعے کا ذکر ہی نہیں کرتے یا ذکر کرتے ہیں تو اس کی روایت یا روایات کو درست نہیں مانتے۔

ہمارے نزدیک سفر شام میں حضرت ابو طالب کے ہمراہ حضور ﷺ کا جانا درست ہے، اس کی وجہ تجارت میں شرکت ہے، اس واقعے میں حضرت ابو بکر اور حضرت بلال رضی اللہ عنہما کی معیت ثابت نہیں ہوتی، اور اس میں حضور ﷺ کی ضد پر حضرت ابو طالب کا انہیں مجبوراً ساتھ لے جانا محض افسانہ ہے۔

علامہ عبدالرحمن ابن جوزی اور احمد زینی دحلان نے حضور صلی اللہ علیہ وسلم کی بچپن میں حضرت ابو طالب کے ساتھ وادی ذی المجاز میں جانے کا ذکر کیا ہے، یہ مقام وادئ عرفات

www.e-iqra.com

سے تین میل کے فاصلے پر ہے اور یہاں پر جاہلیت کے زمانے میں میلا لگا کرتا تھا، اس سفر میں حضرت ابو طالب کو پیاس لگی تو حضور ﷺ کے پاؤں کی ٹھوکر سے چشمہ جاری ہو گیا، انہوں نے پانی پی لیا تو زمین پہلے جیسی ہو گئی۔ (۱۶)

چونکہ ہمارے سیرت نگاروں کے نزدیک آقا حضور ﷺ شروع سے آخر تک مفلوک الحال رہے، اس لئے انہوں نے ایسے کسی سفر کے بارے میں یہ سوچا تک نہیں کہ یہ تجارتی سفر بھی ہو سکتا ہے۔ اب یہ بات تو واضح ہے کہ حضور اکرم ﷺ محض میلہ دیکھنے کے لئے تو ذی المجاز تشریف نہیں لے گئے ہوں گے، ہاں عرب کے مختلف مقامات پر جو میلے لگتے تھے، ان میں لوگ سامان تجارت فروخت کرتے اور خریدتے تھے۔ یقیناً سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام کا یہ سفر بھی تجارتی نوعیت کا ہو گا اور حضرت ابو طالب چونکہ حضور ﷺ کے شریک تجارت تھے، اس لئے آپ ﷺ کو ساتھ لے گئے ہوں گے۔

ہو سکتا ہے، حضور ﷺ نے اپنے پیارے چچا حضرت ابو طالب کے ساتھ اور بھی کچھ تجارتی سفر کئے ہوں، جن کا ذکر کسی نے نہیں کیا۔

## دیگر تجارتی سفر:

انہی وجوہات کی بناء پر علامہ شبلی نعمانی لکھتے ہیں کہ اہل مکہ تجارت کی غرض سے سفر کرنے کے عادی تھے، آنحضرت ﷺ نے بھی پھر متعدد سفر کئے، شام اور بصریٰ کے علاوہ اور مقامات پر بغرض تجارت آپ ﷺ کا تشریف لے جانا ثابت ہے۔ (۱۷) میجر احسان الحق نے لکھا ہے کہ رسول اللہ ﷺ اوائل عمر میں ہی حضرت ابو طالب کے ساتھ تجارتی مہموں پر جاتے رہے اور جب بڑے ہوئے تو انہوں نے تجارت کو ذریعۂ معاش بنایا۔ (۱۸)

ایم ڈی فاروق نے شام کے علاوہ کئی اور مقامات کا ذکر کرتے ہوئے لکھا کہ نبیٔ اکرم ﷺ نے ان مقامات کا سفر بھی کیا تھا اور خوب سیر و سیاحت کی تھی۔ (۱۹) سید محمد رضوان اور انتظام اللہ شہابی نے بھی لکھا ہے کہ تجارت کے سلسلے میں آنحضرت ﷺ نے بھی ان مقامات کے متعدد سفر کئے۔ (۲۰)

www.e-iqra.com

## شام کا دوسرا سفر:

سیرت کی ہر کتاب میں حضرت ابو طالب کے ساتھ حضور ﷺ کے سفر شام کا ذکر موجود ہے۔ محمد ابراہیم سیالکوٹی شام کے دوسرے سفر کا بھی ذکر کرتے ہیں، جو سرکار دو عالم ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی معیت میں کیا، اور لکھتے ہیں کہ وہ سفر بھی تاجرانہ تھا۔ (۲۱) دوسری جگہ پر ''سیریا کا دوسرا سفر'' کے زیر عنوان لکھتے ہیں: جب آپ ﷺ کی عمر شریف بیس سال کی ہوئی تو آپ ﷺ نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی معیت میں دوسری دفعہ سیریا کا سفر تجارت کیا۔ اس سفر کا ذکر عام اہل سیرت نے نہیں کیا۔ حاشیے میں اس پر تفصیلی بحث کرتے ہیں، انہوں نے علامہ شبلی کی جرح پر بھی گفتگو کرتے ہوئے کہا کہ روایت کے مرسل ہونے کی وجہ سے اسے ناقابل اعتبار کہنا اصول محدثین کے خلاف ہے۔ (۲۲)

ابو الجلال ندوی بھی اس سفر کو شام کا دوسرا سفر قرار دیتے ہیں، جس میں حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کی عمر ۱۸ سال اور حضور ﷺ کی عمر بیس سال تھی، لکھتے ہیں کہ یہ سفر تجارت کی غرض سے تھا اور اسی سفر نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ کو آپ ﷺ کا زندگی بھر کا رفیق بنا دیا۔ انہوں نے یہ واقعہ بھی لکھا ہے کہ حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام ایک درخت کے سائے میں تشریف فرما تھے کہ ایک راہب نے حضرت ابوبکر رضی اللہ عنہ سے ان کا اسم گرامی پوچھا اور پھر کہا کہ یہی وہ ہیں جن کی نوید حضرت سلیمان علیہ السلام نے دی تھی۔ (۲۳)

## شام کا تیسرا سفر:

یہ وہ مشہور سفر ہے جو حضور صلی اللہ علیہ وسلم نے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے شریک تجارت کی حیثیت سے کیا، اگرچہ اکثر سیرت نگار حضرات اس موقع کے لئے حضور ﷺ کو ملازمت دے دیتے ہیں یا اجرت پر بھیج دیتے ہیں۔ اس سفر کے بارے میں تفصیلی گفتگو آئندہ ہوگی، یہ بات البتہ طے ہے کہ اس سفر کے بارے میں تمام سیرت نگار متفق ہیں۔

www.e-iqra.com

## شام کا چوتھا سفر:

شام کا پہلا سفر حضرت ابو طالب کے ساتھ تھا، اس وقت حضور اکرم ﷺ کی عمر مبارک نو یا بارہ سال تھی، پھر بیس برس کی عمر میں آپ ﷺ نے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے ساتھ شام کا سفر کیا۔ عام سیرت نگار شام کے ان دونوں سفروں کو ایک سفر سمجھتے ہیں اور حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کو بھی کم سن گردانتے ہوئے اعتراض اٹھاتے ہیں۔ شام کا تیسرا سفر جس کا ذکر اوپر آ چکا ہے اور تفصیلی ذکر آگے آئے گا، وہ ہے جو آپ ﷺ نے میسرہ کے ساتھ کیا۔ آر، وی، سی، باڈلے حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ملازمت میں آنے کے بعد شام کے ایک اور سفر کا ذکر کرتے ہیں جو آپ ﷺ نے تجارتی قافلہ لے کر دمشق تک کیا۔ (۲۴)

## یمن کے سفر:

یمن (۲۵) کی طرف حضرت زبیر کے ساتھ حضور ﷺ کے سفر کا ذکر پہلے ہو چکا ہے۔ عبدالقدوس ہاشمی یمن کی طرف ایک اور سفر کا ذکر بھی کرتے ہیں جو ان کے بقول حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا اور قریش کے دوسرے تاجروں کے مال کے ساتھ کیا گیا۔ (۲۶) یعنی ان کے نزدیک یہ سفر میسرہ اور خزیمہ رضی اللہ عنہما کی ہمراہی والے سفر شام کے بعد کا تھا۔ محمد کلیم آرائیں لکھتے ہیں کہ میسرہ اور حضرت خزیمہ کے ساتھ سفر شام سے واپسی پر حساب کتاب کے فوراً بعد حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے یمن کی طرف تجارتی سفر کو کہا، اور حضور ﷺ نے اسے منظور فرما لیا۔ (۲۷) سید مہربان علی رضوی حضرت ابو طالب کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ ان کا عزیز از جان بھتیجا بھی بغرض تجارت یمن میں جا چکا تھا۔ (۲۸) سیرت الرسول من القرآن میں اس ملک کے ساتھ حضور ﷺ کے تجارتی تعلقات کا اور متعدد سفروں کا ذکر کیا گیا ہے۔ (۲۹)

عبدالمصطفیٰ اعظمی، پروفیسر اختر راہی، ایم ڈی فاروق اور محمد شفیع خاں بلوچ بھی دوسرے ممالک کے علاوہ یمن میں تجارت کی غرض سے حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے جانے کا ذکر کرتے ہیں۔ (۳۰)

www.e-iqra.com

## جرش کے دوسفر:

محمد احسان الحق سلیمانی لکھتے ہیں: جرش کا سفر آپ ﷺ نے تجارت کی غرض سے کیا۔ (۳۱) علامہ شبلی نعمانی اسے یمن میں بتاتے ہیں۔ (۳۲) اور سیر الصحابہ میں اسے یمن کا بازار قرار دیا گیا ہے۔ (۳۳) ڈاکٹر نور محمد غفاری نے معلومات علامہ شبلی سے انہی کے حوالے سے لی ہیں اور جرش (یمن) لکھا ہے۔ (۳۴) مولانا مودودی جرش کو یمن کا ایک مشہور مقام لکھتے ہیں۔ (۳۵)

علامہ شبلی نے حضور ﷺ کے دو مرتبہ سفر یمن یا سفر جرش کا ذکر نور النبر اس فی شرح ابن سید الناس کے حوالے سے کیا ہے۔ لکھتے ہیں:

> حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے جہاں جہاں آپ ﷺ کو تجارت کی غرض سے بھیجا تھا، ان میں جرش بھی ہے جو یمن میں ہے۔ حاکم نے مستدرک میں لکھا ہے اور علامہ ذہبی رحمہ اللہ نے بھی تصدیق کی ہے کہ جرش میں آپ ﷺ دو دفعہ تشریف لے گئے۔ (۳۶)

ڈاکٹر محمد حمید اللہ ابن سید الناس کے حوالے سے لکھتے ہیں کہ بی بی خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو دو مرتبہ جرش بھی سامان دے کر بھیجا کہتے ہیں:

> اگر یہ جرش ہے تو وہ مکے کے جنوب میں طائف سے کچھ آگے یمن کے رخ پر ایک اہم قلعہ بند شہری مملکت تھی اور وہاں بڑا بازار لگتا تھا اور اگر جرش ہے تو شرق اردن میں ایک بڑا یونانی شہر تھا۔ (۳۷)

## بحرین کا سفر:

مسند احمد بن حنبل میں ہے کہ نبوت کے جس سال آپ ﷺ کی خدمت میں عرب کے دور دراز مقامات سے وفود آئے، ان میں جب بحرین سے عبدالقیس کا وفد آیا تو آپ ﷺ نے بحرین کے ایک ایک مقام کا نام لے کر وہاں کا حال پوچھا، لوگوں نے تعجب سے پوچھا کہ آپ ﷺ ہمارے ملک کا حال ہم سے زیادہ جانتے ہیں، آپ ﷺ نے فرمایا: میں نے

www.e-iqra.com

تمہارے ملک کی خوب سیر کی ہے۔ (۳۸) محمد احسان الحق سلیمانی نے علامہ شبلی کے حوالے سے یہ واقعہ درج کیا ہے۔ (۳۹) ڈاکٹر نور محمد غفاری آخری فقرے کا ترجمہ یوں کرتے ہیں: میں کافی عرصہ قبل تمہارے ملک میں رہ چکا ہوں یا اس کا سفر کر چکا ہوں۔ (۴۰) شاہ معین الدین ندوی کہتے ہیں: بحرین میں بھی آپ ﷺ کا جانا ثابت ہے۔ (۴۱) سیرت الرسول من القرآن، تاریخ محمد ﷺ اور محدث کے رسول مقبول ﷺ نمبر حصہ اول میں بھی بحرین کے سفر کا ذکر موجود ہے۔

مارگولس نے لکھا کہ حضور ﷺ نے ڈیڈسی (بحیرۂ مردار) کا بھی معائنہ کیا۔ اس پر سید سلیمان ندوی کہتے ہیں کہ اگر بحرین تشریف لے جانے کی روایت صحیح ہے تو خلیج فارس آپ ﷺ نے دیکھا ہوگا۔ بحرمیت (بحیرۂ مردار) کا مشاہدہ بھی ممکن ہے کیونکہ اس کا موقع عرب وشام کے درمیان میں ہے جہاں سے آپ ﷺ کئی بار تجارت کے ساتھ گزرے ہوں گے۔ (۴۲)

مولانا ابوالاعلیٰ مودودی کہتے ہیں: یہ بات واضح رہنی چاہئے کہ اس زمانے میں بحرین عرب کے پورے مشرقی ساحل کا نام تھا، نہ کہ اس جزیرے کا جسے اب بحرین کہا جاتا ہے۔ (۴۳)

## حبشہ کا سفر:

سیرت حلبیہ میں ہے کہ نجاشی کے نام حضور رسول کریم ﷺ نے جو مکتوب گرامی تحریر فرمایا، جس میں حضرت جعفر طیار رضی اللہ عنہ کا تعارف کرایا تھا، اس کے مطالعے سے بھی اور نبوت کے پانچویں سال حبشہ کی جانب مہاجرین کو رخصت کرتے ہوئے جو الفاظ سرکار علیہ الصلوٰۃ والسلام نے ارشاد فرمائے، ان سے بھی یہ معلوم ہوتا ہے کہ آپ ﷺ حبشہ اور دربار حبشہ سے ذاتی واقفیت رکھتے تھے۔ (۴۴) محمد احسان الحق سلیمانی، پروفیسر اختر راہی اور سید مہربان علی رضوی نے بھی رسول اللہ ﷺ کے حبشہ کی طرف تجارتی سفر کا ذکر کیا ہے۔ (۴۵) ڈاکٹر محمد حمید اللہ بھی اسی کے قائل ہیں۔ (۴۶)

## جعاشہ کا سفر:

علامہ شبلی کہتے ہیں: عرب میں مختلف مقامات میں جو بازار قائم تھے، ان میں سے جعاشہ کا

www.e-iqra.com

ذکر ابن سید الناس نے کیا ہے۔(۴۷) ڈاکٹر نور محمد غفاری لکھتے ہیں: جعاشہ آپ ﷺ کا تشریف لے جانا بھی مذکور ہے۔(۴۸) محمد احسان الحق سلیمانی اسے تجارت کی غرض سے کیا گیا سفر نہیں مانتے، ان کا خیال ہے کہ حضور ﷺ نے یہ سفر تبلیغ دین کے سلسلے میں کیا تھا۔(۴۹)

## نجد اور نبران کا سفر:

عبدالقدوس ہاشمی کہتے ہیں کہ حضور اکرم ﷺ حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے نکاح کے بعد دس سال تک خود بازار میں لین دین کرتے ہوئے ملتے ہیں، اس زمانے میں آپ ﷺ نے غالباً تین سفر کئے، ایک یمن تک، دوسرا نفود (نجد) تک اور تیسرا نبران تک۔ ان سفروں کے علاوہ موسم حج میں اچھا خاصا کاروبار ہوتا تھا، باقی دنوں میں مکہ کے بازار میں بھی کچھ نہ کچھ تھوک فروشی ہوا کرتی تھی، آپ ﷺ اس میں حصہ لیتے تھے۔(۵۰) ہاشمی کا یہی مضمون بعد میں خاتون پاکستان کے رسول صلی اللہ علیہ وسلم نمبر حصہ دوم میں چھپا۔(۵۱) یمن کا ذکر تو پہلے آ چکا ہے، اس کے بارے میں تو کئی سیرت نگاروں نے ذکر کیا ہے، لیکن نفود (نجد) اور نبران کی طرف حضور علیہ الصلوٰۃ والسلام کے تجارتی سفر کا ذکر اور کہیں نہیں ملتا۔

## فلسطین اور عمان کا سفر:

پروفیسر اختر راہی نے اپنے مضمون ''رسول مقبول ﷺ کی معاشی زندگی'' میں لکھا ہے کہ تجارت کے سلسلے میں نبی کریم ﷺ نے متعدد سفر کئے۔ فلسطین، شام، یمن، بحرین، عمان اور غالباً حبشہ کا سفر بھی کیا تھا اور ان مقامات کی خوب سیر کی تھی، مدتوں بعد بھی ان علاقوں کے اہم شہروں کے نام، محل وقوع اور دیگر اہم تاریخی اور جغرافیائی معلومات آپ ﷺ کے ذہن میں تھیں۔(۵۲) سید مہربان علی رضوی نے حضرت ابو طالب کے حوالے سے لکھا ہے کہ آپ ﷺ کی عزیز از جان بھتیجا بھی بغرض تجارت فلسطین، یمن، اور عمان جیسے ممالک میں جا چکا تھا۔(۵۳) باڈلے نے بھی لکھا ہے کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے مال تجارت کے ساتھ میسرہ کی معیت میں سفر شام سے واپسی کے بعد حضور ﷺ نے اور کئی جگہوں کے علاوہ بیت المقدس کا سفر بھی کیا۔(۵۴)

www.e-iqra.com

## دبا کا سفر:

دبا جزیرہ نمائے عرب کی دو اہم ترین بندرگاہوں میں سے ایک تھی، یہاں ہر سال ایک عالمی منڈی لگتی تھی، جس میں شرکت کے لئے ایران، سندھ، ہندوستان، چین اور سمندر پار کے دیگر ممالک سے تاجر آیا کرتے تھے۔ جب بحرین فتح ہوا تو حضور ﷺ نے اس شہر کی تجارتی حیثیت کے پیش نظر یہاں ایک گورنر مقرر فرمایا جس کی ذمہ داریوں میں یہ بھی شامل تھا کہ وہ تاجروں کے ممکنہ تنازعات کا فیصلہ بھی کرے۔(۵۵)

ڈاکٹر نور محمد غفاری لکھتے ہیں: غالباً آپ ﷺ نکاح کے بعد حضرت خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کا سامان تجارت لے کر مشرقی عرب بھی گئے ہوں گے، غالباً اس لئے کہ آپ ﷺ بحرین جا کر دبا کے بین الاقوامی تجارتی میلہ میں شرکت کر سکیں اور زیادہ نفع کما سکیں۔ گمان ہے کہ آپ ﷺ نے وہیں چینی تاجروں سے ملاقات کی ہوگی۔(۵۶) ڈاکٹر حمید اللہ بھی کہتے ہیں کہ مشقر اور دبا کے شہرۂ آفاق میلوں وغیرہ میں بھی آنحضرت ﷺ شاید تجارتی کاروبار کے سلسلے میں گئے ہوں۔(۵۷) دبا کی بین الاقوامی تجارتی منڈی کا نام ڈاکٹر نور محمد غفاری نے دوسری جگہ "ربا" لکھا ہے، لکھتے ہیں: ربا عرب کا اہم ترین تجارتی میلہ رجب کے اواخر میں لگتا تھا۔(۵۸)

میں پہلے کہہ چکی ہوں کہ سیرت نگار حضرات نے یہ بات تو پہلے سے طے کر رکھی ہے کہ حضور صلی اللہ علیہ وسلم کو مکہ، بلکہ عرب، بلکہ شاید دنیا کا غریب ترین آدمی ثابت کرنا ہے اس لئے جہاں کوئی تجارتی سفر سامنے آتا ہے، وہاں بھی کسی جواز کے بغیر یہ لکھنا ضروری سمجھتے ہیں کہ یہ آپ صلی اللہ علیہ وسلم کا اپنا مال تجارت نہ تھا، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ کا ہوگا یا کسی اور کا۔ یہاں بھی ڈاکٹر نور محمد غفاری نے حضور ﷺ کو اپنے سامان کو ہاتھ نہیں لگانے دیا، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کا سامان تجارت دے کر دبا بھیجا۔

## مصر کا سفر:

علامہ شبلی لکھتے ہیں کہ مؤرخین یورپ نے جو علوم غیبی کے منکر ہیں اور جو ثابت کرنا چاہتے ہیں کہ (نعوذ باللہ) آپ ﷺ کے تمام معارف و معلومات سیر و سفر سے ماخوذ ہیں،

www.e-iqra.com

قیاسات کے ذریعہ سے اس دائرہ کو اور وسعت دی ہے۔ ایک مؤرخ نے لکھا ہے کہ آپ ﷺ نے بحری سفر بھی کیا تھا۔ مؤرخ مذکور کا یہ بھی دعویٰ ہے کہ آپ ﷺ مصر بھی تشریف لے گئے اور ڈیڈسی (بحیرہ مردار) کا بھی معائنہ کیا۔ لیکن تاریخی دفتر ان واقعات سے خالی ہیں۔ (۵۹) سید سلیمان ندوی نے حاشیے میں کہا ہے کہ یورپین مؤرخین جن کی بنیاد صرف قیاس ورائے پر ہوتی ہے، اگر اس قسم کے واقعات بیان کریں تو کوئی تعجب نہیں ہے لیکن آنحضرت ﷺ کا مصر جانا درحقیقت یورپ کے عہد ظالم کی مضحکہ خیز روایت ہے۔ بحری سفر آپ ﷺ نے یقیناً نہیں کیا (۶۰) ڈیڈسی (بحر میت یا بحیرۂ مردار) کے بارے میں البتہ سید سلیمان ندوی نے تسلیم کیا ہے کہ اگر حضور ﷺ بحرین تشریف لے گئے تھے تو آپ ﷺ نے اسے ضرور ملاحظہ فرمایا ہوگا۔

ڈاکٹر محمد حمید اللہ لکھتے ہیں کہ قیاس کیا جاتا ہے کہ حضور ﷺ نے غالباً کبھی حبشہ سفر بھی کیا تھا۔ حبشہ جانے کا سہل راستہ تو وہی ہے جو مہاجرین اسلام نے اختیار کیا تھا کہ شعیبہ (جدہ) میں جہاز پر سوار ہو کر بحر احمر کے دوسرے ساحل پر جا اتریں، دوسرا راستہ یہ تھا کہ ایلہ (عقبہ) اور جزیرہ نمائے سینا یا شاید غزہ سے ہو کر (جہاں آنحضرت ﷺ کے پردادا ہاشم مدفون بھی ہیں) مصر اور پھر دریائے نیل کے کنارے کنارے حبشہ جائیں، دریا کے بہاؤ کی سہولت کے باعث حبشہ سے مصر کشتی میں آنا بھی ممکن ہے۔ اگر یہ قیاس واستنباط بے جا نہ سمجھا جائے تو آنحضرت ﷺ کے بحری سفر کا بھی اس طرح امکان پیدا ہو جاتا ہے۔ (۶۱)

## حلب، انطاکیہ، بیروت، پامیریا اور بعلبک کے سفر:

آر، وی، سی، باڈلے ''دی میسنجر'' میں لکھتے ہیں کہ حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کی ملازمت میں آنے کے بعد رسول اللہ ﷺ نے دو سال تک کئی ممالک وامصار کا سفر کیا۔ آپ ﷺ تجارتی قافلے لے کر دمشق، حلب، انطاکیہ، بیت المقدس، بیروت، پامیریا اور بعلبک تک تشریف لے گئے۔ رفتہ رفتہ آپ ﷺ کی ذمہ داریاں بڑھتی چلی گئیں۔ (۶۲) دمشق اور بیت المقدس کے علاوہ دوسرے مقامات کا ذکر کسی دوسرے سیرت نگار نے نہیں کیا، اس لئے ممکن ہے شبلی نعمانی اور سید سلیمان ندوی کے بقول یہ یورپ کے ان مؤرخین کی اختراع ہی ہو۔

www.e-iqra.com

# حواشی وحوالہ جات

۱۔ علامہ شبلی، سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ص ۳۱

۲۔ تاریخ محمد صلی اللہ علیہ وسلم، ص ۲۰۸ تا ۲۱۱

۳۔ ایضاً، ص ۲۱۰

۴۔ محمد رضا مصری، شیخ، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ص ۶۰۔ نقوش، رسول صلی اللہ علیہ وسلم نمبر، ج ۲، ص ۴۷۵۔ آل احمد رضوی، سید، ہمارے پیارے نبی صلی اللہ علیہ وسلم، ص ۳۷

۵۔ جمال حسینی، رسالت مآب صلی اللہ علیہ وسلم، روضۃ الاحباب کا اردو ترجمہ از مفتی عزیز الرحمٰن، ص ۲۸

۶۔ سیرت دحلانیہ، ص ۲۶۴، ۲۶۵

۷۔ نقوش، رسول صلی اللہ علیہ وسلم نمبر، ج ۲، ص ۴۷۵

۸۔ الوفا باحوال المصطفیٰ، اردو ترجمہ از محمد اشرف سیالوی، ص ۱۳۲۔ سیرت دحلانیہ میں احمد زینی دحلان نے بھی یہ واقعہ نقل کیا ہے، اردو ترجمہ، ص ۲۶۴، ۲۶۵

۹۔ محمد رضا، شیخ، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ص ۶۰

۱۰۔ رسالتمآب صلی اللہ علیہ وسلم، ص ۲۸

۱۱۔ علامہ شبلی نعمانی، سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج ۱، باب ظہور قدسی، ذیلی عنوان سفر شام

۱۲۔ عنایت احمد کاکوروی، مفتی، تواریخ حبیب الٰہ صلی اللہ علیہ وسلم، ص ۱۹۔ یوسف بن اسماعیل نبہانی، انوار محمدیہ صلی اللہ علیہ وسلم، (تلخیص المواہب اللدنیہ) ص ۵۳۔ شاہ ولی اللہ دہلوی، سیرت الرسول صلی اللہ علیہ وسلم، ص ۱۶۔ محمد رضا شیخ، محمد رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم، ص ۵۱۔ فوق بلگرامی، عبدالصمد صارم نمبر ۱۱، سید اولاد حیدر، اسوۃ الرسول صلی اللہ علیہ وسلم، ج ۲، ص ۵۳

۱۳۔ مصطفیٰ غلامینی، شیخ، سیرت المختار صلی اللہ علیہ وسلم، ص ۲۹۔ اسلم جیراجپوری، نوادرات، ص ۱۰۔ نبی رحمت صلی اللہ علیہ وسلم، ص ۱۰۶

۱۴۔ مستدرک حاکم مع تلخیص از ذہبی، سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج ۱، از علامہ شبلی، باب ظہور قدسی

۱۵۔ علامہ شبلی، سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج ۱

۱۶۔ الوفا، ص ۶۸۔ سیرت دحلانیہ، ص ۲۶۴

۱۷۔ علامہ شبلی، سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج ۱، باب ظہور قدسی، عنوان حدود سفر

۱۸۔ ہفت روزہ، ہلال، راولپنڈی، ۱۲ مارچ ۱۹۷۶ء، ص ۴۰، مضمون رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم بحیثیت تاجر

۱۹۔ تاریخ محمد صلی اللہ علیہ وسلم، ص ۱۳۰، ۲۲۵

www.e-iqra.com

۲۰۔ سیرت الرسول صلی اللہ علیہ وسلم من القرآن، مطبوعہ کراچی، ص ۹۰
۲۱۔ سیرت المصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، حصہ اول، ص ۱۳۶
۲۲۔ ایضاً ص ۱۳۶، ۱۳۷
۲۳۔ نقوش، رسول صلی اللہ علیہ وسلم نمبر، ج ۲، ص ۴۷۵
۲۴۔ باڈلے، آر، وی، سی، الرسول صلی اللہ علیہ وسلم، اردو ترجمہ از ڈاکٹر ایم ایس ناز، ص ۸۹
۲۵۔ یمن کے بارے میں امام ابوعبید لکھتے ہیں کہ یہ ملک عہد رسالت نو ہجری میں فتح ہوا، ماہنامہ فکر و نظر، اسلام آباد، جون ۱۹۷۸ء، ص ۴۳، مضمون اسلام کی معاشرتی بہبود از ڈاکٹر محمد یوسف گواریہ
۲۶۔ خاتون پاکستان، رسول صلی اللہ علیہ وسلم نمبر، حصہ دوم، ص ۴۹
۲۷۔ محمد کلیم آرائیں، سرور عالم کے سفر مبارک ص ۴۶
۲۸۔ پندرہ روزہ الایمان، لاہور، یکم و ۱۵ اپریل ۱۹۷۸ء، ص ۱۹، مضمون سرور کائنات صلی اللہ علیہ وسلم اور تجارت
۲۹۔ سیرت الرسول من القرآن، ص ۹۰
۳۰۔ عبدالمصطفیٰ اعظمی، سیرت مصطفیٰ صلی اللہ علیہ وسلم، مطبوعہ ساہیوال، ۱۹۸۱ء، ص ۷۵۔ ماہنامہ محدث، لاہور، رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم، حصہ اول، ص ۱۳۰، مضمون رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشی زندگی، از اختر راہی۔ تاریخ محمد صلی اللہ علیہ وسلم ص ۲۱۰، ۲۲۵۔ ماہنامہ روحانی ڈائجسٹ، کراچی، اکتوبر ۱۹۸۳ء، ص ۸۵، مضمون، مونس رسول از محمد شفیع خاں بلوچ
۳۱۔ احسان الحق سلیمانی، محمد، رسول مبین صلی اللہ علیہ وسلم، مطبوعہ لاہور، ۱۹۹۳ء، ص ۲۳۵
۳۲۔ علامہ شبلی نعمانی، سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج ۱، حدود سفر
۳۳۔ سیر الصحابہ، ج ۲، مہاجرین، حصہ اول، ص ۳۸
۳۴۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشی زندگی، ص ۸۲
۳۵۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، سیرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم، ج ۲، ص ۱۱۳
۳۶۔ علامہ شبلی، سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، حصہ اول، حدود سفر
۳۷۔ حمید اللہ، ڈاکٹر محمد، رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاسی زندگی، ص ۶۱
۳۸۔ علامہ شبلی، سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج ۱، حدود حرم
۳۹۔ رسول مبین صلی اللہ علیہ وسلم، ص ۲۳۶
۴۰۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشی زندگی، ص ۸۳
۴۱۔ سیر الصحابہ، ج ۲، مہاجرین حصہ اول، ص ۳۸
۴۲۔ علامہ شبلی، سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج ۱، حدود سفر، حاشیہ

www.e-iqra.com

۴۳۔ مودودی، ابوالاعلیٰ، سیرت سرور عالم صلی اللہ علیہ وسلم، ج ۲، ص ۱۱۳، حاشیہ

۴۴۔ ماہنامہ فاران، کراچی، سیرت نمبر، جنوری ۱۹۵۶ء، ص ۱۴۰

۴۵۔ رسول مبین صلی اللہ علیہ وسلم، ص ۲۳۵۔ محدث، رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نمبر، حصہ اول، ص ۱۳۰۔ پندرہ روزہ الایمان، لاہور، یکم تا ۱۵ اپریل ۱۹۷۸، ص ۱۹

۴۶۔ رسول اللہ صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاسی زندگی، ص ۶۳

۴۷۔ علامہ شبلی، سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج ۱، حدود سفر

۴۸۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشی زندگی، ص ۸۴

۴۹۔ رسول مبین صلی اللہ علیہ وسلم، ص ۲۳۵

۵۰۔ عبدالقدوس ہاشمی کا یہ مضمون پہلے فاران کے سیرت نمبر ۱۹۵۶ء میں شائع ہوا، ص ۴۹

۵۱۔ ص ۱۴۹

۵۲۔ محدث، رسول مقبول صلی اللہ علیہ وسلم نمبر، حصہ اول، ص ۱۳۰، ۱۳۱

۵۳۔ الایمان، یکم تا ۱۵ اپریل، ۱۹۷۸ء، ص ۱۹

۵۴۔ باڈلے، الرسول صلی اللہ علیہ وسلم، اردو ترجمہ از ڈاکٹر ایم ایس ناز، ص ۸۹

۵۵۔ البغدادی، محمد بن حبیب، کتاب المحبر، دائرہ معارف العثمانیہ، حیدرآباد دکن، ۱۹۴۲ء، ص ۲۶۵۔ حمید اللہ، ڈاکٹر محمد، خطبات بہاولپور، مطبوعہ بہاولپور، ص ۲۶۶

۵۶۔ نبی اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشی زندگی، ص ۸۳

۵۷۔ رسول اکرم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاسی زندگی، ص ۶۳

۵۸۔ نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی معاشی زندگی، ص ۳۶

۵۹۔ علامہ شبلی، سیرت النبی صلی اللہ علیہ وسلم، ج ۱، حدود سفر

۶۰۔ ایضاً، حاشیہ

۶۱۔ رسول کریم صلی اللہ علیہ وسلم کی سیاسی زندگی، ص ۶۳، ۶۴

۶۲۔ باڈلے، الرسول صلی اللہ علیہ وسلم، ص ۸۹


www.e-iqra.com

# آنحضور ﷺ ایک تاجر کی حیثیت میں

تاریخ کے مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے جوان ہوتے ہی سب سے پہلے جو کام کیا، وہ تجارت ہی تھی۔ آپ ﷺ کے والد بزرگوار تجارت ہی کیا کرتے تھے، چنانچہ وہ اپنی شادی سے ایک ہی ماہ بعد تجارت کے لئے ملک شام کو چلے گئے، اور اسی سفر میں آپ کو سفر آخرت بھی پیش آیا۔ واپسی پر آپ مدینہ منورہ پہنچے تھے، اور ابھی وہیں قیام فرما تھے کہ باپ کا حکم پہنچا، وہاں سے کھجوروں کا سودا بھی کرتے آئیں۔ مدینہ کھجوروں کی بہت بڑی منڈی تھی، آپ وہیں بیمار ہوئے اور وہیں انتقال فرما گئے۔ (۱)

## حضور ﷺ کا آغاز تجارت:

جیسا کہ آپ پڑھ چکے ہیں کہ جب نبی صلی اللہ علیہ وسلم جوان ہوئے، تو آپ ﷺ کا خیال بھی تجارت کی طرف مائل ہوا۔ آپ ﷺ کے چچا ابوطالب ملک یمن اور شام میں تجارت کے لئے جایا کرتے تھے، آپ ﷺ بھی ایک دفعہ ان کے ساتھ تشریف لے گئے، بحیرہ راہب کا واقعہ اسی سفر میں پیش آیا اور چچا نے مصلحت وقتی کی بنا پر حضور ﷺ کو بصریٰ ہی سے واپس کر دیا۔ (۲)

آپ ﷺ چونکہ تجارت سے شغف رکھتے تھے اور اکثر تاجروں سے تجارت کے متعلق گفتگو کرتے رہتے تھے اور تجارت کے اصولوں سے خوب واقف ہو چکے تھے اس لئے چاہتے تھے کہ روپیہ ہو تو تجارت کے لئے کسی دوسرے ملک جاؤں، اور دنیا کو بتاؤں کے تجارتی کاروبار میں انسان کس طرح ترقی کر سکتا ہے۔

## حضرت خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا کی تجارت:

اسی سلسلہ میں کسی نے خدیجہ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے آپ ﷺ کا ذکر کر دیا۔ خدیجہ رضی

www.e-iqra.com

اللہ عنہا مکہ کی ایک مشہور مال دار عورت تھیں، جو بیوہ ہو چکیں تھیں، ان کے خاوند چونکہ بہت کاروباری آدمی تھے، اس لئے وہ اپنے کاروبار کو جاری رکھنے کے لئے کسی ایسے ملازم کی متلاشی تھیں جو تجارت کے شعبہ میں تجربہ کار بھی ہو اور دیانت دار بھی ہو۔ عرب کے بڑے بڑے تاجر، ان کے کمرشل ایجنٹ (وکیل تجارت) تھے۔ اوران کے مال سے کاروبار چلا رہے تھے۔

خدیجہ رضی اللہ عنہا چونکہ نہایت نیک اور پاک باز عورت تھیں (اوراس نیکی کی بدولت وہ طاہرہ کا لقب پا چکی تھیں) اس لئے وہ کسی پر بدگمان نہ ہوتی تھیں، مگر حقیقت یہ تھی کہ لوگ ان کے مال سے خوب فائدہ اٹھاتے تھے اور اس فائدے سے بہت کم حصہ ان کو دیتے تھے۔

## حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا کے وکیل تجارت:

ادھر نبی ﷺ چونکہ اپنی امانت اور دیانت کے لحاظ سے اتنے مشہور ہو چکے تھے کہ سب لوگ آپ ﷺ کو امین کہہ کر پکارا کرتے تھے، اس لئے جب خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے یہ سنا تو آپ ﷺ کو پیغام بھیجا کہ آپ ﷺ میری طرف سے تجارت کے لئے جائیں، چونکہ مجھے آپ ﷺ پر بھروسہ ہے اس لئے میں نفع کا وہ حصہ جو دوسروں کو دیا کرتی ہوں، اس سے دوگنا حصہ آپ کو دوں گی۔

حضور ﷺ نے اپنے چچا سے مشورہ لے کر اس بات کو منظور کر لیا اور خدیجۃ الکبریٰ نے وہ تمام مال جو مختلف لوگوں کو الگ الگ دیا ہوا تھا سب حضور ﷺ کو دے دیا، اور اپنا ایک غلام میسرہ بھی آپ ﷺ کے ساتھ کر دیا۔

آپ ﷺ ملک شام گئے اور اس اصول سے کام شروع کیا کہ بڑے بڑے تاجر حیران رہ گئے۔ لطف یہ ہے کہ آپ ﷺ اپنے نفع سے زیادہ خریداروں کے حقوق کا خیال کرتے تھے، جس سے آپ ﷺ کی خریداری بڑھ گئی اور جو فائدہ پہلے ہوا کرتا تھا اس سے بہت زیادہ فائدہ ہوا۔ (۳)

## حضور ﷺ کی تجارت میں برکت:

میسرہ نے جب آپ ﷺ کے کام کو، آپ ﷺ کے اخلاق اور آپ ﷺ کی دیانت کو

www.e-iqra.com

دیکھا تو حیران رہ گیا، کیونکہ اس سے قبل وہ بڑے بڑے تاجروں کے ساتھ کام کر چکا تھا، مگر ایسا برتاؤ اس نے کسی کا نہ دیکھا، جو حضور ﷺ کا دیکھا، اس لئے واپسی پر اس نے نہایت حیرت سے ان باتوں کا ذکر خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا سے کیا۔ خدیجہ رضی اللہ عنہا کی لطیف نظر ایک طرف نفع پر تھی جو اس سال ہوا، اور دوسری طرف وہ حضور ﷺ کے ان اخلاق و عادات پر فریفتہ ہو رہی تھی جو میسرہ سے سنے۔ بالآخر خدیجۃ الکبریٰ رضی اللہ عنہا نے بہت غور و خوض کے بعد (اس خدیجہ نے جس سے بڑے بڑے سرداران عرب نکاح کی درخواست کر کے ناکام رہ چکے تھے) خود ہی حضور ﷺ سے نکاح کی درخواست کی، اور اپنی سہیلی نفیسہ کی زبانی کہلا بھیجا کہ اس درخواست کو مسترد نہ کیجئے گا۔

حضور ﷺ نے اپنے اقرباء سے مشورہ کر کے اس درخواست کو منظور فرمالیا۔ اور عرب کی طاہرہ اور دنیا کے امین ﷺ کا نکاح ہو گیا۔ (۴)

آپ ﷺ کا یہ نکاح گویا آپ ﷺ کی تاجرانہ زندگی کی ایک بہترین یادگار ہے جو آج تک دنیا کے سامنے ہے اور اس سے بہت کچھ سبق لے سکتی ہے۔

## تجارت کی ترغیب:

آپ صلی اللہ علیہ وسلم نے درجہ نبوت پر فائز ہونے کے بعد بھی تجارت کا خیال نہیں چھوڑا۔ آپ ﷺ اکثر تاجروں کے ساتھ اپنا حصہ رکھ دیتے تھے، اپنے دوستوں کو ترغیب دلاتے، تجارت کے اصول بتاتے، تجارت کے فضائل ان کے ذہن نشین کراتے رہتے۔ چنانچہ یہی وجہ تھی کہ جو شخص آپ ﷺ سے جتنا قریب ہوتا وہ تجارتی دنیا میں بھی زیادہ مشہور ہو جاتا تھا۔

## صحابہ رضی اللہ عنہم اور تجارت:

ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ کو دیکھو۔ آپ ﷺ کے یار غار ہیں، آپ ﷺ کے جانشین ہیں، آپ رضی اللہ عنہ عرب کے ایک مشہور تاجر تھے۔ آپ رضی اللہ عنہ کی تجارت وسیع تھی، اسی تجارت کے مال کی بدولت آپ رضی اللہ عنہ نے اللہ کی راہ میں ہزاروں درہم صرف کئے اور

www.e-iqra.com

اسلام کو وہ تقویت پہنچائی جو کوئی اور نہ پہنچا سکا۔ جس کا آنحضرت ﷺ نے خود ذکر فرمایا۔

آپ رضی اللہ عنہ کا یہ اپنا مقولہ: میں قریش میں سب سے بڑا تاجر اور سب سے زیادہ مال دار تھا۔ (۵)

خلیفہ دوم حضرت عمر فاروق رضی اللہ عنہ بھی تاجر تھے۔ یہ بھی حضور صلی اللہ علیہ وسلم کے بے حد جان نثار تھے، اور حضور ﷺ کی تعلیم سے تجارت کا کام کیا کرتے تھے، اسی تجارت کی برکت تھی کہ جب حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے سیدہ ام کلثوم رضی اللہ عنہا بنت علی رضی اللہ عنہ سے نکاح کیا تو صرف حق مہر چالیس ہزار درہم دیا۔ (۶)

آپ ﷺ کے تیسرے یار حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے کاروبار کا کیا کہنا ان کا کام تو اتنا وسیع تھا کہ ہزاروں من غلہ دوکان میں موجود رہتا تھا۔

ایک مرتبہ ملک شام سے ایک ہزار اونٹ آپ رضی اللہ عنہ کے غلہ سے لدے ہوئے آئے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے سن پایا کہ حضور سرور عالم ﷺ نے فرمایا ہے کہ اگر اس قحط کے زمانہ میں عثمان رضی اللہ عنہ یہ غلہ غریبوں میں مفت تقسیم کردے تو جنت پالے۔ آپ رضی اللہ عنہ نے یہ سنتے ہی نہ صرف غلہ بلکہ تمام اونٹ بھی مع سامان اللہ کی راہ میں صرف کردیے، آخر یہ ایک تاجر کی جرأت تھی۔ (۷)

آپ رضی اللہ عنہ نے بیر رومہ پینتالیس (۴۵) ہزار درہم میں خریدا تھا، جو سب مسلمانوں کے لئے وقف کردیا تھا۔ (۸)

پس انہی دو واقعات سے ان کے تمول، ان کی تجارت اور ان کے غنا کا اندازہ لگالیجئے۔

حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بھی آپ ﷺ کے صحابی تھے اور مشہور تاجر تھے، آپ رضی اللہ عنہ نے اس تجارت کے ذریعے اسلام کی خدمت میں چالیس ہزار درہم نقد، پانچ سو گھوڑے اور ایک ہزار اونٹ مختلف مواقع پر تبلیغ و اشاعت کے لئے پیش کئے تھے۔ (۹)

یہ وہی عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ ہیں جو اپنا گھر بار مال و دولت سب کچھ چھوڑ کر ہجرت کر گئے تھے، اور جب مدینے پہنچے تو بالکل بے دست و پا تھے، حضور ﷺ نے حسب دستور

www.e-iqra.com

ان کی مؤاخات سعد بن ربیع انصاری رضی اللہ عنہ سے کردی۔ سعد رضی اللہ عنہ نے کہا کہ میں اس وقت سب سے زیادہ دولت مند ہوں اور اپنا نصف مال تم کو دیتا ہوں۔ عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ نے کہا: اللہ یہ مال تمہیں مبارک کرے، مجھے اس کی چنداں ضرورت نہیں، آپ مجھے یہاں کا بازار بتا دیجئے، میں خود تجارت کروں گا۔ (۱۰) چنانچہ وہ انہیں اپنے ساتھ لے گئے اور کام شروع کرادیا، جس سے ان کی تجارت اتنی بڑھی کہ اس کا اندازہ نہیں لگایا جاسکتا۔

یہ حضور ﷺ کی تعلیم کا ہی کرشمہ تھا کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ سا تاجر جب انتقال فرماتا ہے تو تین کروڑ بارہ لاکھ کی جائداد چھوڑ کر جاتا ہے۔ اور آپ رضی اللہ عنہ کی چار بیبیوں میں سے ہر ایک کو گیارہ گیارہ لاکھ درہم ملتا ہے۔ (۱۱)

طلحہ بن عبیداللہ رضی اللہ عنہ بھی ایک مشہور تاجر تھے۔ ان کی تجارت اور سخاوت کا یہ عالم تھا کہ ان کے لنگر میں ہر روز ایک ہزار وزن دینار کا غلہ پکا کرتا تھا۔ (۱۲) ہم یہاں کس کس کا ذکر کریں، حضور ﷺ کے دوستوں میں سے سینکڑوں نہیں، بلکہ ہزاروں ایسے تھے، جو محض آپ ﷺ کے ارشاد اور آپ ﷺ کی ہدایت کے بموجب دوسرے کام چھوڑ کر تجارت اختیار کرچکے تھے، اور اسی تجارت کے بدولت دین اور دنیا میں کامیاب ہوگئے تھے۔

## تجارت کی عظمت وفضیلت:

حضور ﷺ فرمایا کرتے تھے کہ اللہ تعالیٰ نے دنیا کے تمام کاموں میں جس قدر خیر و برکت تقسیم کی ہے اس کا ۹۹ حصہ صرف تجارت میں رکھا ہے، اس لئے تمہیں تجارت کرنی چاہئے کہ تجارت ہی سے قومیں بنتی اور ترقی کرتی ہیں۔ ایک مرتبہ حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

التاجر الصدوق الامین مع النبین و الصدیقین و الشهداء (۱۳)

وہ تاجر جو سچ بولے، اور امین ہو، وہ قیامت کو نبیوں، صدیقوں اور شہیدیوں کے ساتھ ہوگا۔

اب خیال فرمایئے کہ حضور ﷺ کا یہ ارشاد گرامی سن کر وہ کون مسلمان ہوگا کہ جس کے

www.e-iqra.com

دل میں تجارت کا خیال چٹکیاں نہ لیتا ہوگا، اور پھر لطف یہ کہ تجارت کی کامیابی کا راز بھی اس کے ساتھ ہی بتا دیا کہ تجارت صرف صدق اور امانت ہی سے ترقی کر سکتی ہے اور ایک تاجر کے لئے لازمی ہے کہ وہ سچائی کو ہاتھ سے نہ چھوڑے۔

## حلال تجارت:

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ایک دفعہ منڈی میں تشریف لے گئے، گندم کے ڈھیر لگے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے بغرض تحقیق ایک ڈھیر سے دانے اٹھائے، دانے ڈھیر کے درمیانی حصہ سے ہاتھ میں آئے، دیکھا کہ وہ بھیگے ہوئے تھے، آپ ﷺ نے دکاندار کو ڈانٹا اور اس کی اس دھوکہ دہی پر اسے نادم کیا اور فرمایا:

**من غشّ فلیس منا (۱۴)**

(مسلمان کا یہ کام نہیں کہ کسی کو دھوکہ دے) دھوکے باز ہم سے نہیں۔

حضور ﷺ مسلمانوں کو حلال اور حرام کمائی سے بھی متنبہ کرتے رہتے کہ حلال کو حرام میں نہ ملنے دو، اس سے اجتناب رکھو، یوں کرنے سے دین اور دنیا کا خسارہ ہے۔

**لا یدخل الجنة لحم نبت من السحت و کل لحم نبت من السحت کانت النار اولیٰ به (۱۵)**

جنت میں وہ گوشت داخل نہ ہوگا جو حرام سے بنا، کیونکہ اس گوشت کی جو حرام سے بنے، آگ زیادہ حق دار ہے۔

## حلال کاروبار کی برکت وفضیلت:

الغرض آپ ﷺ اکثر طور پر کسب حلال اور محنت و مزدوری صنعت و حرفت، تجارت وفلاحت وغیرہ کی تلقین فرماتے رہتے، یہاں تک کہ عبادت پر بھی اسے ترجیح دیتے۔ چنانچہ ارشاد ہے:

**العبادة سبعون جزا و افضلها طلب الحلال (۱۶)**

www.e-iqra.com

عبادت کے ستر جز ہیں اور ان میں سے افضل ترین کسب حلال ہے۔

ایک دفعہ ایک صحابی رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ کے دربار میں ذکر کیا کہ فلاں شخص قائم اللیل اور صائم النہار ہے، دن رات یاد الٰہی میں مشغول رہتا ہے اور کسی سے سروکار نہیں رکھتا۔ حضور ﷺ نے پوچھا: تو پھر کھاتا کہاں سے ہے؟، صحابی رضی اللہ عنہ نے عرض کیا: اس کا ایک بھائی ہے جو کماتا ہے، وہ خود بھی کھاتا ہے اور اسے بھی کھلاتا ہے۔ آپ ﷺ نے یہ سن کر فرمایا:

**اخوہ افضل منہ (۱۷)**

اس کا بھائی اس سے بہتر ہے۔

ایک موقع پر حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا:

**لا خیرًا فی امتی لا یحب جمع المال فکیف بہ وجہ و یقضی بہ دینہ و یصل بہ رحمہ (۱۸)**

جو شخص حلال مال جمع کرنا پسند نہ کرے وہ مال جس سے اپنی آبرو نہ رکھ سکے، اپنا قرضہ ادا نہ کر سکے اور رشتہ داروں کے حقوق ادا نہ کر سکے، اس میں کوئی بھلائی نہیں۔

ان احادیث سے معلوم ہوتا ہے کہ اسلام بیکاری اور بیروزگاری کا کس قدر مخالف ہے اور حضور ﷺ مسلمانوں کو کسب حلال اور تجارت کے لئے مال جمع کرنے کی کس انداز سے تلقین فرما رہے ہیں بلکہ خود بھی تجارت کرتے ہیں اور تجارت ہی کے مال سے اپنے کنبہ کی پرورش کرتے ہیں اور زائد از ضرورت سب کا سب مال اللہ کی راہ میں بیواؤں اور بیکسوں کی نذر کر کے ہمیں یہ تعلیم دیتے ہیں کہ خود کماؤ اور دوسروں کو کھلاؤ، نہ کہ دوسرے کمائیں اور تم کھاؤ۔

غرض حضور ﷺ ایک تاجر کی حیثیت میں بھی اپنی نظیر نہیں رکھتے تھے۔ ہمارے تجارت پیشہ لوگ آپ ﷺ کے طریقے کو اختیار کر کے من حیث القوم بہت ترقی کر سکتے ہیں۔

www.e-iqra.com

# حواشی وحوالہ جات

۱۔ طبقات ابن سعد، ج ۱، ص ۹۹

۲۔ سیرت ابن ہشام، ج ۱، ص ۱۹۱، ۱۹۳

۳۔ سیرت ابن ہشام، ج ۱، ص ۱۹۹، ۲۰۰

۴۔ سابق طبقات ابن سعد، ج ۱، ص ۱۳۱، ۱۳۲

۵۔ لم اجدہ

۶۔ طبقات ابن سعد، ج ۸، ص ۴۶۴

۷۔ مجمع الزوائد، ج ۹، ص ۹۶

۸۔ تحفۃ الاحوذی، ج ۴، ص ۳۲۱

۹۔ طبقات ابن سعد، ج ۳، ص ۱۳۷

۱۰۔ بخاری، البیوع، باب ماجاء فی قول اللہ عزوجل (فاذا قضیت الصلوٰۃ ...... الخ)، رقم: ۲۰۷۹

۱۱۔ بخاری، فرض الخمس، باب برکۃ الغازی فی مالہ ...... الخ، رقم ۳۱۲۹

۱۲۔ ابو نعیم فی حلیۃ الاولیاء، ج ۱، ص ۸۸

۱۳۔ ابن ماجہ، باب برکۃ الغازی فی مالہ، رقم ۲۱۳۹

۱۴۔ مسلم، الایمان، باب قول النبی ﷺ من غش ...... الخ، رقم: ۱۰۲

۱۵۔ مسند احمد، ج ۳، ص ۳۲۱

۱۶۔ دیلمی، ج ۳، ص ۱۰۸، رقم: ۴۰۶۱

۱۷۔ لم اجدہ

۱۸۔ لم اجدہ

www.e-iqra.com

# رسول اللہ ﷺ کی بطور تاجر اعلیٰ صفات

## امین، صادق اور سخی

انسانی سیرت اور اخلاق کا صحیح اندازہ معاملات، باہمی سلوک اور لین دین ہی سے ہوتا ہے، سچی بات یہ ہے کہ انسانوں کے باہمی روابط ہی کا دوسرا نام اخلاق ہے، جو شخص دوسروں کے ساتھ خلوص سے پیش آتا ہے اور معاملات میں کھرا ملے اور بات کا سچا ہوتا ہے اس کی بندگی بھی صدق وصفا کا مظہر ہوتی ہے، وہ قول وعمل اور فکر وعقیدہ دونوں میں صادق ہوتا ہے، اس کے ہر طرز عمل میں مکمل صداقت ہوتی ہے، خواہ اس کا تعلق بندوں سے ہو یا اپنے رب سے۔

سرور عالم ﷺ اس کی تعلیم وہدایت فرماتے تھے اور خود آپ ﷺ بھی معاملات میں اتنے سچے اور کھرے تھے کہ تجارت ہو یا مزدوری، لین دین کا معاملہ ہو یا کوئی قول وقرار، کبھی کسی کو آپ ﷺ سے کوئی معمولی شکایت بھی نہیں ہوئی۔ آپ ﷺ نے حسن معاملہ کا ایسا کامل نمونہ پیش کیا کہ دنیا کی تاریخ میں اس کی نظیر نہیں ملتی۔ نبوت سے پہلے جن لوگوں سے آپ ﷺ کے تاجرانہ تعلقات تھے، انہوں نے ہمیشہ آپ ﷺ کی دیانت اور معاملات میں صفائی کا اعتراف کیا۔ آپ ﷺ کی دیانت اور امانت پر سارا عرب متفق تھا اور سب آپ ﷺ کو امین کہتے تھے۔ اہل قریش کو آپ ﷺ سے جو بغض وعناد تھا وہ محتاج بیان نہیں، مگر یہ بھی تاریخی صداقت ہے کہ اہل قریش کو جب اپنی بڑی سے بڑی دولت کی حفاظت مطلوب ہوتی تھی تو وہ رسول اللہ ﷺ ہی کے پاس امانت رکھواتے تھے۔

حضرت سائب رضی اللہ عنہ تاجر تھے، جب وہ مشرف بہ اسلام ہوئے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم نے حضور ﷺ سے ان کا تعارف بڑے شاندار الفاظ میں کرایا۔ آپ ﷺ نے فرمایا: ''میں ان کو تم سے زیادہ جانتا ہوں''۔ حضرت سائب رضی اللہ عنہ نے اعتراف کیا کہ رسول کریم ﷺ تجارت میں ان کے شریک کار تھے اور معاملات کے نہایت صاف اور کھرے

www.e-iqra.com

تھے۔

آپ ﷺ بے حد فیاض تھے اور اس جود و سخا کی وجہ سے اکثر مقروض رہتے تھے، لیکن کسی قرض دینے والے کے ساتھ کبھی ایسا نہیں ہوا کہ آپ ﷺ نے اس کا قرض واپس کرنے سے انکار کر دیا ہو یا اس کے تقاضے کا برا مانا ہو بلکہ ایسا ضرور ہوا کہ بعض قرض دینے والوں نے اپنی تہذیب اور شائستگی کی کمی کی وجہ سے سخت اور تند لہجے میں تقاضا کیا اور آپ ﷺ کے مزاج مبارک کی نرمی کی وجہ سے آپ ﷺ کے ساتھ ناگوار رویہ اختیار کیا۔ ابتلا کے ایسے موقع پر بھی آپ ﷺ نے نہ صرف خود تحمل سے کام لیا بلکہ صحابۂ کرام رضی اللہ عنہم اگر برہم ہوئے تو آپ ﷺ نے ان کو بھی تقاضا کرنے والے پر سختی کرنے سے منع فرمایا۔

ایک دن ایک شخص آیا جس کا کچھ قرض حضور ﷺ پر تھا، اس نے نہایت سختی سے تقاضا کیا، صحابہ رضی اللہ عنہم نے اس کی اس گستاخی پر اسے ڈانٹا اور کہا کہ تجھ کو خبر نہیں کہ تو کس سے ہم کلام ہے؟ اس شخص نے کہا: میں تو اپنا قرض مانگ رہا ہوں۔ حضور ﷺ نے صحابہ کرام رضی اللہ عنہم سے ارشاد فرمایا: تم لوگوں کو اس کا ساتھ دینا چاہیے، کیوں کہ اس کا حق ہے کہ اپنا قرض مانگے۔ اس کے بعد صحابہ رضی اللہ عنہم کو اس کا قرض ادا کر دینے کا حکم فرمایا اور اسے قرض کی رقم سے کچھ زیادہ ہی دلوایا۔

جب واقعہ پیش آیا تو رسول اکرم ﷺ جاںنثاروں کے مجمع میں تھے، آپ ﷺ اگر انکار نہ بھی فرماتے بلکہ صرف سکوت اختیار فرما لیتے تو صحابہ کرام رضی اللہ عنہم اس گستاخانہ رویے پر اس قرض خواہ سے سخت مواخذہ کر سکتے تھے، لیکن معاملات کی صفائی کا تقاضا ہی یہ تھا کہ نہ صرف یہ کہ قرض کا اعتراف کیا جائے بلکہ کچھ کہنے اور تقاضا کرنے کا جو حق اس کو حاصل ہے اسے استعمال کرنے دیا جائے۔ لہجے کی تلخی اس کی زیادتی تھی، مگر اخلاق نبوی ﷺ کی رفعت اور بلندی سرور عالم ﷺ کی رحمت و شفقت کا تقاضا کچھ اور تھا۔ آپ ﷺ نے جو کچھ کیا اس سے حسن معاملہ کے علاوہ نبی اکرم ﷺ کے برداشت و تحمل کی خصوصیت کا اسوۂ حسنہ بھی سامنے آیا، صحابہ رضی اللہ عنہم کی تربیت بھی ہوئی اور مخالفوں کے سامنے آپ ﷺ کے صدق کا پہلو بھی نمایاں ہوا۔

www.e-iqra.com

معاملات کی صداقت اور صفائی آپ ﷺ کی ہر ہر ادا سے نمایاں تھی، اجنبی بھی آپ ﷺ کے طرز رفتار و گفتار سے آپ ﷺ کے صدق کا یقین رکھتے تھے۔

ایک بار مدینہ منورہ کے باہر ایک مختصر سا قافلہ آکر رکا، ایک سرخ رنگ کا اونٹ اس کے ساتھ تھا، اتفاقاً ادھر سے آپ ﷺ کا گزر ہوا، آپ ﷺ نے سرخ رنگ کے اونٹ کی قیمت پوچھی، لوگوں نے قیمت بتائی، رسول اللہ ﷺ نے کمی بیشی کرائے بغیر وہ قیمت منظور کر لی اور اونٹ کی مہار پکڑ کر شہر کی طرف روانہ ہو گئے۔ بعد میں قافلے کے لوگوں کو خیال ہوا کہ ہم نے جانور ایک انجان آدمی کے حوالے کیوں کر دیا؟ قافلے کے ساتھ ایک خاتون بھی تھی، اس نے کہا: مطمئن رہو، ہم نے کسی شخص کا چہرہ ایسا روشن نہیں دیکھا ہے، یعنی ایسے شخص سے دھوکے کا اندیشہ نہیں ہے۔ رات ہوئی تو آپ ﷺ نے اونٹ کی قیمت اور اتنی ہی کھجوریں بھی بھجوا دیں، مزید براں رات کا کھانا بھی بھجوا دیا۔ اس جود و سخا اور اخلاق کریمانہ کی مثال کہاں مل سکتی ہے۔

معاملات کی صفائی کا تقاضا تو صرف اس برتاؤ سے پورا ہو جاتا ہے کہ جس سے جو کچھ لیا جائے وہ ادا کر دیا جائے اور جس سے جو قول و قرار کیا جائے وہ پورا کیا جائے مگر اخلاق نبوی ﷺ کی خصوصیت یہ ہے کہ آپ ﷺ نے معاملات کو صدق سے آگے بڑھا کر حسن کا رتبہ بھی بخشا اور لین دین میں احسان و انعام کا پہلو اختیار فرمایا، ہمیشہ ایسا ہوا کہ جس سے جو کچھ لیا اس کو اس کے اصل حق سے زیادہ عطا فرمایا۔ آپ ﷺ کے حسن معاملہ کا یہی پہلو سب سے ممتاز ہے۔

ایک غزوے میں حضرت جابر بن عبداللہ رضی اللہ عنہ آپ ﷺ کے ہم رکاب تھے وہ جس اونٹ پر سوار تھے وہ کچھ سست رفتار تھا، اور تھک جانے کی وجہ سے اور بھی سست ہو گیا تھا، آپ ﷺ نے اونٹ ان سے خرید لیا اور ان کو صرف دام ہی نہیں عطا فرمائے بلکہ ان کا اونٹ بھی آپ ﷺ نے ان کو واپس کر دیا۔

اس حسن معاملہ سے یہ تربیت دینی مقصود تھی کہ لین دین میں صفائی تو ایک عام انسان بھی اختیار کر سکتا ہے مگر ایمان تو کمال اخلاق کا تقاضا کرتا ہے اور وہ احسان و انعام سے پورا ہوتا ہے۔

www.e-iqra.com

ایک بار آپ ﷺ نے ایک اونٹ کسی سے مستعار لیا، جب واپس فرمایا تو اس سے بہتر اونٹ اسے دیا اور فرمایا:

سب سے بہتر وہ لوگ ہیں جو قرض کو حسن معاملہ سے ادا کرتے ہیں۔

آپ ﷺ کا یہ معمول تھا کہ اگر کوئی مستعار چیز گم ہو جاتی تھی تو آپ ﷺ اس کا تاوان بھی ادا فرماتے تھے، اس اسوۂ حسنہ سے حسن معاملہ کی فضیلت اور اہمیت ظاہر ہوتی ہے اور سیرت طیبہ کا نہایت سبق آموز پہلو سامنے آتا ہے۔

مال و دولت سے محبت اور اسے حاصل کرنے کی خواہش انسان کی فطرت میں داخل ہے، وہ اس کی تکمیل کے لئے مسلسل جدوجہد کرتا ہے، محنت و مشقت سے کام لیتا ہے اور ہر طرح کی تکلیف و مصیبت بھی گوارا کرتا ہے لیکن یہی فطری خواہش جب حرص و طمع کی صورت اختیار کر لیتی ہے تو وہ مال و زر کا ایسا پرستار بن جاتا ہے کہ ایک حبہ بھی دوسرے پر خرچ نہیں کرنا چاہتا۔ اس کی سوچ صرف اپنی ذات تک محدود ہو کر رہ جاتی ہے اور وہ ذاتی منفعت کے مرض میں مبتلا ہو کر معاشرے کے لئے قابل نفرت بن جاتا ہے۔

اسلام اس انداز فکر کی مذمت کرتا ہے اور اسے اخلاقی پستی قرار دیتا ہے، وہ بخل اور تنگ دلی کے بجائے اعلیٰ ظرفی اور فیاضی کی تلقین کرتا ہے تاکہ افراد کے درمیان تعلقات مستحکم ہوں، کوئی فرد محروم نہ رہ جائے اور کوئی مال دار ایسا حریص نہ بن جائے کہ اس کی دولت سے دوسروں کو کوئی فائدہ نہ پہنچ سکے۔

ایمان کی تربیت کے نتیجے میں جو اخلاقی محاسن پیدا ہوتے ہیں ان میں سخاوت اور دریا دلی کو خصوصیت حاصل ہے، ایک مومن ہمیشہ بذل اور انفاق سے کام لیتا ہے۔ اللہ تعالیٰ نے اسے جس نعمت سے نواز رکھا ہے اس میں دوسروں کو بھی شریک کرتا ہے، کنجوسی اور تنگ دلی اس میں نام کو نہیں ہوتی۔ نبی اکرم ﷺ کا یہ ارشاد برحق ہے کہ:

ایمان اور بخل ایک دل میں کبھی جمع نہیں ہو سکتے۔

ایک مومن خیر و فلاح کے کاموں، ضرورت مندوں کی حاجت روائی اور سائلوں کی امداد

www.e-iqra.com

واعانت کے سلسلے میں اپنی دولت صرف کر کے انتہائی مسرت وطمانیت محسوس کرتا ہے، کیوں کہ یہ عمل اسے اللہ تعالیٰ کا قرب عطا کرتا ہے۔ اس کی فیاضی وسخاوت کے صلے میں اسے اس مادی دولت کے عوض جو بہت بڑی دولت حاصل ہوتی ہے وہ ہے اللہ تعالیٰ کی رضا اور خوشنودی۔

رسول اکرم ﷺ کی سیرت طیبہ میں ہمیں فیاضی اور سخاوت کے بیش بہا نمونے ملتے ہیں، آپ ﷺ مجسم جود وسخا اور سراپا بخشش وعطا تھے۔ محدثین اور سیرت نگاروں نے آپ ﷺ کی فیاضی کی ابر باراں سے تشبیہ دی ہے۔ آپ ﷺ نے کبھی کسی سائل کا سوال رد نہیں فرمایا، کسی کے مانگنے پر لفظ ''نہیں'' ارشاد نہیں فرمایا۔ اگر آپ ﷺ کے پاس کچھ موجود ہوتا تو عطا فرما دیتے اگر کچھ موجود نہ ہوتا تو دینے کا وعدہ فرماتے، لیکن انکار کبھی نہ فرماتے۔ آپ ﷺ کی فیاضی کا یہ عالم تھا کہ آپ ﷺ ان کو بھی عطا فرماتے کہ جو آپ ﷺ کو آپ کے حق سے محروم رکھنا چاہتے۔ جب کسی سائل کا سوال پورا کرنے یا کچھ عطا کرنے کا موقع آتا تو آپ ﷺ سخاوت وفیاضی میں سب سے آگے رہتے۔ فرماتے کہ:

> اگر میرے پاس احد پہاڑ کے برابر سونا ہو جاتا تو میں تین دن میں اسے مستحق لوگوں میں بانٹ کر ختم کر دیتا۔

آپ ﷺ کی سخاوت اور فیاضی پر لوگ اس قدر اعتماد کرتے تھے کہ آپ ﷺ کے سامنے کبھی دست دراز کرنے میں تامل نہیں کرتے تھے۔

ایک شخص آپ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہوا، آپ ﷺ نے جو لباس اس وقت زیب تن فرمایا ہوا تھا وہ اس کو بہت بھلا معلوم ہوا۔ اس نے دست سوال پھیلا دیا، آپ ﷺ نے وہ لباس اسے عطا فرما دیا اور خود پرانے کپڑے پہن لئے۔

آپ ﷺ کی فیاضی کی بلند ترین مثال تو یہ ہے کہ بسا اوقات آپ سائلوں کا سوال قرض لے کر پورا کرتے تھے، خود بھوکے رہ جاتے تھے، مگر دوسروں کو کھلاتے تھے۔ جو چیز آپ ﷺ کے پاس آتی جب تک وہ صرف نہ ہو جاتی آپ ﷺ کو بے قراری سی رہتی۔ اگر خانہ مبارک میں کوئی نقدی ہوتی تو جب تک وہ مکمل خیرات نہ کر دی جاتی آپ ﷺ گھر پر آرام نہ

www.e-iqra.com

فرماتے۔

آپ ﷺ کا یہ اسوۂ حسنہ ہر صاحب ایمان کو تقلید واتباع کی دعوت دیتا ہے، اگر اہل ثروت، اپنی دولت کو اللہ تعالیٰ کی امانت سمجھیں اور سنت نبوی ﷺ کے اتباع میں تعاون وامداد کے کاموں میں بے دریغ خرچ کریں، سخاوت وفیاضی کو معمول بنالیں تو اللہ اور اللہ کے بندوں کے درمیان انہیں مقبولیت حاصل ہوسکتی ہے اور معاشرے میں مساوات اور عدل وانصاف کی فضا پیدا ہوسکتی ہے۔

www.e-iqra.com

حدیث میں آتا ہے کہ حجۃ الوداع میں حضور ﷺ نے سو اونٹ قربانی کیے تھے جن میں سے تریسٹھ اونٹ اپنے دست مبارک سے نحر فرمائے تھے اور یہاں سے معلوم ہوا کہ حضور ﷺ فقیر ومفلس نہ تھے جیسا کہ بعض جاہل واعظ بیان کیا کرتے ہیں، آپ ﷺ سخی تھے کہ سخاوت کی وجہ سے گھر میں کچھ رکھتے نہ تھے۔ مفلس نہ تھے ورنہ کہیں غریب ومفلس بھی سو اونٹ کی قربانی کیا کرتے ہیں؟ آپ ﷺ کا فقر اضطراری نہ تھا اختیاری تھا۔ اغنیاء کو مفلس و غریب کون کہہ سکتا ہے۔

(جواہرات سیرت، مولانا محمد اشرف علی تھانوی رحمۃ اللہ علیہ)

# ریاستِ مدینہ میں بازار کا قیام

شہری منصوبہ بندی کا ایک ضروری حصہ مارکیٹ اور تجارتی مراکز کا قیام بھی ہے، مدینے کی ریاست وجود میں آنے کے ساتھ ہی رسول پاک ﷺ نے اس بنیادی ضرورت کو محسوس فرمایا، کیوں کہ بڑی تعداد میں مسلمان ہجرت کر کے مدینے میں آباد ہو گئے تھے، جن کے پاس زمین جائداد نہیں تھی، وہ تجارت پیشہ تھے اور ان کے معاشی استحکام کا ذریعہ تجارت ہی ہو سکتی تھی اور اس کے لئے بازار اور مارکیٹ کا فروغ شہری ریاست کی اہم ضرورت بن گئی تھی۔ معاشی مسائل میں توسیع آبادی کی ضرورت ہمیشہ ہوتی ہے۔

رسول پاک ﷺ نے یہاں دو امور کی طرف توجہ فرمائی ایک طرف تو آپ ﷺ نے زراعت اور ملازمت کے مقابلے میں تجارت کی حوصلہ افزائی فرمائی اور اسے فروغ دینے کی ضرورت واضح فرمائی، آپ ﷺ نے ایمان دار تاجر کو اجر کے لحاظ سے صدیقین، شہداء اور انبیاء کے ہم رتبہ قرار دیا۔ (۱) جو لوگ تجارت کرتے تھے آپ ﷺ نے ان کے لئے برکت کی دعائیں کیں اور بھیک مانگنے والوں کی حوصلہ شکنی کی نیز تجارت میں جھوٹ بولنے، دھوکہ دینے اور بد معاملگی کرنے پر پابندی لگائی۔

دوسری طرف آپ ﷺ نے وسط مدینہ میں ایک مرکزی مارکیٹ بنوائی جسے سوق المدینہ کہا جاتا ہے، اس وقت مدینے کی مشہور اور بڑی مارکیٹ قینقاع تھی جو یہودیوں کے علاقے میں تھی، وہاں وہ گاہکوں کا استحصال کرتے اور ان کی عورتوں کے ساتھ چھیڑ خانی اور بد تمیزی بھی کرتے، اسی وجہ سے وہ جلاوطن بھی کئے گئے، رسول پاک ﷺ نے اس کے مقابلے میں مدینے کی مرکزی جگہ پر مسجد نبوی اور بقیع کے نزدیک ''سوق المدینہ'' مدینہ مارکیٹ بنوائی، اس زمانے میں قینقاع کی مارکیٹ کے علاوہ چھوٹی اور بھی کئی مارکیٹیں تھیں، مثلاً زبالہ مارکیٹ، جسر مارکیٹ، صفاجت مارکیٹ وغیرہ۔ مگر رسول اللہ ﷺ نے سوق المدینہ کو سیر

www.e-iqra.com

مارکیٹ کی حیثیت دی، جہاں ضرورت اور تجارت کی ساری چیزیں مہیا ہوں۔ جس وقت رسول اللہ ﷺ اس سپر مارکیٹ کی منصوبہ بندی کر رہے تھے، اس وقت آپ ﷺ نے قینقاع کے بازار کے ساتھ متعدد مقامات کا معائنہ فرمایا اور بالآخر مدینہ بازار کا محل وقوع کا تعین فرمایا۔

چنانچہ عطا بن یسار کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مدینے کے لئے مارکیٹ بنانے کا ارادہ فرمایا تو پہلے قینقاع کے بازار تشریف لے گئے پھر سوق المدینہ کی جگہ آئے اور آپ ﷺ نے پاؤں سے اشارہ فرمایا کہ یہ تمہاری مارکیٹ ہوگی۔ (۲)

عباس بن سہیل اپنے والد سے نقل کرتے ہیں کہ رسول ﷺ قبیلہ بنی ساعدہ تشریف لائے اور فرمایا میں تمہارے پاس ایک ضرورت سے رکا ہوں، تم لوگ اپنے قبرستان کی جگہ مجھے دے دو تاکہ میں وہاں مارکیٹ بناؤں، بعض لوگوں نے اپنے حصے کے زمین دے دی اور بعض نے یہ کہہ کر منع کر دیا کہ یہاں ہماری قبریں ہیں اور ہماری عورتوں کے نکلنے کی جگہ ہے، مگر بعد میں باہم گفت و شنید کر کے وہ جگہ حضور ﷺ کے حوالے کر دی گئی اور آپ ﷺ نے وہاں مارکیٹ بنادی۔ (۳)

نبی ﷺ نے اس مارکیٹ کی مرکزیت، وسعت اور عوامیت کو برقرار رکھنے کے لئے فرمایا:

**هذا سوقكم فلا ينقص منه ولا يضربن عليه الخراج (۴)**

یہ تمہارا بازار ہے نہ تو اس کو کم کرو اور نہ اس میں ٹیکس لگاؤ۔

اس حکم نامہ کی حکمت یہ تھی کہ اگر بازار کی جگہ تنگ ہوگی یا اس میں خرید و فروخت پر ٹیکس لگے گا، تو بیوپاریوں کی کثرت نہ ہوگی، لہٰذا ان دونوں باتوں سے گریز کیا جائے۔ رسول اللہ ﷺ نے اس مارکیٹ میں خرید و فروخت کی بڑی حوصلہ افزائی فرمائی، آپ ﷺ نے فرمایا:

**الجالب سوقنا كالمجاهد في سبيل الله، وان المحتكر في سوقنا كالملحد في كتاب الله (۵)**

ہمارے بازار میں سامان لانے والا مجاہد فی سبیل اللہ کی مانند ہے اور بازار میں سامان روکنے والا اللہ کی کتاب میں سرکشی کرنے والے کی مانند ہے۔

آپ ﷺ نے مزید فرمایا:

www.e-iqra.com

## لا یحتکر الا خاطی (۶)

سامان روکنے والا مجرم ہے۔

اسی طرح رسول پاک ﷺ نے بازار میں سامان پہنچنے سے پہلے راستے میں روک کر خریدنے پر پابندی لگادی، جسے حدیث کی اصطلاح میں تلقی بیوع کہا جاتا ہے، آپ ﷺ نے مزید فرمایا:

## لا بیع حاضر لباد (۷)

راستے میں کوئی شہری دیہاتی سے خرید و فروخت نہ کرے۔

ان ساری منصوبہ بندیوں سے یہ نتیجہ نکلا کہ بہت جلد مدینہ تجارتی مرکز کی حیثیت اختیار کرگیا، دور دراز سے لوگ اس شہر میں تجارت کے لئے آنے لگے، اور مدینہ کے لوگ باہر تجارتی سامان لانے کے لئے جانے لگے، تحفظ اور ترقی کا احساس اگر تاجروں کو ہو جائے تو تجارتی مرکز فروغ پاتا ہے اور یہ احساس رسول پاک ﷺ نے اچھی طرح پیدا کر دیا تھا۔

سوق المدینہ کی وسعت اور مرکزیت بعد میں بھی برقرار رہی۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے عہد میں ایک لوہار نے اس مارکیٹ میں بھٹی لگالی تو حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اسے منہدم کر دیا اور فرمایا کہ تم رسول اللہ ﷺ کی مارکیٹ کا دائرہ تنگ کر رہے ہو۔ (۸) حضور ﷺ کی منصوبہ بندی کو چودہ سو سال سے زیادہ عرصہ گزر چکا ہے، مگر مدینے کی مارکیٹ کی مقبولیت میں کوئی کمی نہیں آئی ہے، بلکہ دن بہ دن اضافہ ہوا ہے اور اس وقت اس کی حیثیت انٹرنیشنل مارکیٹ کی ہے، دنیا کے ہر خطے سے حاجی ہر سال لاکھوں کی تعداد میں وہاں پہنچتے ہیں، اور مدینہ مارکیٹ میں خریداری کرنے کو سعادت کا ذریعہ سمجھتے ہیں۔ یہ اہمیت غالباً دنیا کی کسی مارکیٹ کو حاصل نہیں۔

## حواشی وحوالہ جات

۱۔ ترمذی، ابواب البیوع
۲۔ وفاء الوفا، ج ۱، ص ۵۳۹
۳۔ ایضاً، ۵۴۰
۴۔ ایضاً، ص ۵۴۰
۵۔ ایضاً، ص ۵۴۶
۶۔ ترمذی، ابواب البیوع
۷۔ ایضاً
۸۔ وفاء الوفا، ج ۱، ص ۵۴۱

www.e-iqra.com

# رسول اکرم ﷺ کی تجارتی اصلاحات

رسول اللہ ﷺ نے تجارت کے ضمن میں ایسے اصول وضوابط دیئے اور اس طرح کی اصلاحات تجویز فرمائیں کہ تجارت معاشرے کے لئے نفع بخش اور فیض رساں بن جائے۔ یہاں ہم آپ ﷺ کی چند ایک اصلاحات کا ذکر کرتے ہیں:

## ۱۔ دھوکا وخیانت نہ ہو:

آپ ﷺ کے واضح ارشادات ہیں کہ تجارت میں دھوکا، خیانت، ضرر اور نقصان کا دخل نہیں ہونا چاہیے:

**قال رسول الله صلى الله عليه وسلم افضل الكسب بيع مبرور وعمل الرجل بيده**

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: بہترین کمائی عمدہ تجارت اور اپنے ہاتھ کا کام ہے۔

**قال رسول صلى الله عليه وسلم لا ضرر و لاضرار**

رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: نہ نقصان اٹھانا، نہ نقصان پہنچانا۔

فقہاء نے بیع مبرور کو ایک ایسا معاملہ کہا ہے جس میں جانبین ایک دوسرے کے ساتھ تعاون وبھلائی کا طریقہ اختیار کریں اور اس میں دھوکہ، خیانت اور خدا کی معصیت (نافرمانی) نہ ہو۔

## ۲۔ بیع فاسد:

تجارت کے کچھ ایسے طریقے بھی ہیں جو اسے غیر اسلامی اور غیر انسانی بنا دیتے ہیں۔ شریعت کی اصطلاح میں اسے بیع فاسد کا نام دیا گیا ہے۔ تجارت میں جھوٹ، ناپ وتول میں کمی بیشی، فریب، سود، بددیانتی، ذخیرہ اندوزی، نفع خوری وغیرہ کے تمام عناصر کو ناپاک قرار

www.e-iqra.com

دیا گیا اور مسلمانوں کو یہ حکم دیا کہ وہ اپنی تجارت کو ان امور سے پاک رکھیں۔ حضور ﷺ کے ارشادات سے واضح ہوتا ہے کہ تجارت کی راستی اور پاکیزگی کی طرف آپ ﷺ خصوصی توجہ فرماتے، باوجودیکہ آپ ﷺ کے نزدیک بازار اچھی جگہ نہ تھی لیکن آپ ﷺ تشریف لے جاتے اور غلے اور دیگر مال کا معائنہ فرماتے تاکہ مسلمانوں کی مارکیٹ میں دھوکہ بازی اور بد دیانتی نہ ہو۔ آپ ﷺ نے جھوٹی قسموں سے منع فرمایا:

**عن ابی قتادہ رضی الله عنه قال رسول صلی الله علیه وسلم ایاکم و کثرة الحلف فی البیع فانه ینفق ثم یمحق**

ابوقتادہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ تمہیں خرید و فروخت میں زیادہ قسموں سے بچنا چاہئے، کیونکہ ایسا شخص ایک طرف خرچ کرتا ہے تو دوسری طرف مٹا دیتا ہے۔

**عن ابی ھریرہ رضی الله عنه قال سمعت رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول الحلف منفقة للمسلمة ممحقة للبرکة**

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ قسم مال کو چلانے والی اور برکت کو زائل کرنے والی ہے۔

**عن ابی ذر رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم قال ثلاثة لا یکلمهم الله یوم القیامة و لا ینظر الیهم ولا یزکیهم و لهم عذاب الیم قال ابو ذر رضی الله عنه خابوا و خسرو من هم یا رسول الله صلی الله علیه وسلم؟ قال المسبل والمنان والمنفق سلعته بالحلف الکاذب**

ابوذر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول ﷺ نے فرمایا: تین شخص ایسے ہیں

www.e-iqra.com

جن سے قیامت کے دن اللہ تعالیٰ بات نہ کرے گا، نہ ان کی طرف دیکھے گا اور نہ ان کو گناہوں سے پاک کرے گا اور ان کے لئے درد ناک عذاب ہوگا۔ ابوذر رضی اللہ عنہ نے پوچھا، اچھا حضور ﷺ وہ بد بخت اور نیکی سے محروم کون اشخاص ہیں؟ فرمایا: تہبند لٹکانے والا، احسان جتلانے والا اور جھوٹی قسمیں کھا کر مال بیچنے والا۔

## ۳۔ تجارت میں اہم بات پیمانوں کا صحیح رکھنا ہے:

قرآن پاک نے اسے عدل قرار دیا ہے اور اس میں کمی بیشی کو ناپسند کیا۔ قرآن پاک نے قوم شعیب کی تباہی کا ایک سبب یہ بھی بتایا ہے کہ وہ ناپ تول میں کمی بیشی کرتی تھی۔ کتاب مقدس نے اسے یوں بیان کیا ہے:

**اوفوا الکیل ولا تکونوا من المخسرین وزنوا بالقسطاس المستقیم ولا تبخسوا الناس اشیاء ھم ولا تعثوا فی الارض مفسدین.**

پیمانہ پورا بھرا کرو اور نقصان نہ کیا کرو اور ترازو سیدھی رکھ کر تولا کرو اور لوگوں کو ان کی چیزیں کم نہ دیا کرو اور ملک میں فساد نہ کرتے پھرو۔

سورہ بنی اسرائیل میں جو اخلاقی نصیحتیں فرمائی گئی ہیں ان میں سے ایک یہ بھی ہے:

**اوفوا الکیل اذا کلتم وزنوا بالقسطاس المستقیم ذالک خیر و احسن تأویلا**

اور جب کوئی چیز ناپ کر دو تو پیمانہ پورا بھرا کرو اور جب تول کر دو تو ترازو سیدھی رکھ کر تولا کرو۔ یہ بہت اچھی بات اور انجام کے لحاظ سے بہت بہتر ہے۔

www.e-iqra.com

## ۴۔نفع اور افزائشِ مال:

نفع اور افزائش مال کا ایسا معاملہ جس میں ایک جانب کا فائدہ دوسری جانب کے یقینی نقصان پر مبنی ہو جیسے جوا، لاٹری اور سٹہ وغیرہ۔ ان تمام چیزوں کو ناجائز قرار دیا۔

**انما الخمر والمیسر و الانصاب والازلام رجس من عمل الشیطن فاجتنبوہ لعلکم تفلحون.**

بلاشبہ شراب، جوا، بت پانسے کار شیطان ہیں، پس ان سے بچو تاکہ تم کو فلاح نصیب ہو۔

**یسئلونک عن الخمر والمیسر قل فیھما اثم کبیر و منافع للناس**

یہ لوگ آپ ﷺ سے شراب اور جوئے کے بارے میں پوچھتے ہیں، آپ ﷺ فرما دیجئے کہ ان دونوں باتوں میں بڑا گناہ ہے اور لوگوں کے لئے کچھ نفع کا سامان بھی ہے۔

## ۵۔ نفع کا ایسا معاملہ:

جس میں اضطرار اور مجبوری پائی جائے یا جبری رضا کو حقیقی رضا کے قائم مقام کر دیا ہو، مثلاً سود یا مزدور کی کم اجرت، آپ ﷺ نے اس طرح کے کاروبار کو ممنوع قرار دیا، قرآن پاک میں ہے:

**احل اللہ البیع و حرم الربوٰا**

اللہ تعالیٰ نے تجارت کو حلال کیا اور سود کو حرام کیا۔

**یمحق اللہ الربوٰا و یربی الصدقات واللہ لا یحب کل کفار اثیم**

اللہ تعالیٰ سود کو مٹاتا ہے اور صدقات کی پرورش کرتا ہے اور اللہ تعالیٰ

www.e-iqra.com

کافر و بدکار کو پسند نہیں کرتا۔

حضور صلی اللہ علیہ وسلم ارشاد فرماتے ہیں:

**عن جابر رضی الله عنه قال لعن رسول الله صلی الله علیه وسلم اکل الربٰوا وموکله و کاتبه و شاهدیه و قال هم سواء**

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے سود کھانے والے، سود دینے والے، سود لکھنے والے اور گواہوں پر لعنت فرمائی اور کہا یہ سب برابر ہیں۔

**عن ابی هریرة رضی الله عنه عن رسول الله صلی الله علیه وسلم قال یاتی علی الناس زمان لا یبقی احد الا اکل الربٰوا ان لم یاکله فاصابه من بخاره ویروی عن غباره**

ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: لوگوں پر ایسا زمانہ آئے گا کہ سوائے سود کھانے والوں کے کوئی باقی نہ رہے گا، اگر کوئی شخص ہوگا تو اس کو سود کا بخار پہنچے گا اور ایک روایت میں ہے کہ اس کو سود کا غبار پہنچے گا۔

**عن علی رضی الله عنه قال نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم عن بیع المضطر، عن بیع الغرر و عن بیع الثمرة قبل ان تدرک**

حضرت علی رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجبوری کی خرید و فروخت، بیع غرر اور پھلوں کو پکنے سے پہلے فروخت کرنے سے منع فرمایا۔

www.e-iqra.com

## ٦۔ایسا کاروبار جو اسلام کی نگاہ میں معصیّت ہو:

مثلاً شراب، مردار، خنزیر اور بت وغیرہ وہ اشیاء ہیں جن کی خرید وفروخت اسلامی نقطۂ نظر سے ممنوع ہیں۔ اللہ تعالیٰ کا ارشاد ہے:

**انما حرم علیکم المیتة و الدم و لحم الخنزیر و ما اھل به لغیر الله**

اے مسلمانو! تم پر مردار خون اور خنزیر کا گوشت اور غیر اللہ کی نام کی چیز کو حرام کیا گیا ہے۔

حضور ﷺ فرماتے ہیں:

**عن جابر رضی الله عنه انه سمع رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول ان الله حرم الخمر و المیتة و الخنزیر والاصنام**

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ انہوں نے رسول اللہ ﷺ کو فرماتے سنا کہ اللہ تعالیٰ نے شراب، مردار، خنزیر اور بتوں کی خرید و فروخت کو حرام قرار دیا ہے۔

**و عنه انه سمع رسول الله صلی الله علیه وسلم یقول عام الفتح و هو بمکة ان الله ورسوله حرم بیع الخمر و المیتة و الخنزیر والاصنام فقیل یا رسول الله ارأیت شحوم المیتة فانها یطلی بها السفن و یدهن بها الجلود و ستصبح الناس فقال لا هو حرام ثم قال عند ذالک قاتل الله الیهود ان الله لما حرم شحومها اجملوه ثم باعوه فاکلوا ثمنه**

میں نے رسول اللہ ﷺ کو فتح کے سال جب وہ مکہ میں تھے یہ کہتے سنا

www.e-iqra.com

کہ اللہ اور اس کے رسول ﷺ نے شراب، مردار اور بتوں کا بیچنا حرام قرار دیا ہے، سوال کیا گیا کہ مردار کی چربی کے بارے میں کیا رائے ہے، وہ کشتیوں میں ملی جاتی اور چمڑوں کو اس سے چکنا کیا جاتا ہے اور لوگ اس سے روشنی کرتے ہیں (چراغ جلاتے ہیں) آپ ﷺ نے فرمایا: اس نفع اٹھانا جائز نہیں وہ حرام ہے اس کے بعد آپ ﷺ نے فرمایا: اللہ یہود پر لعنت کرے جب اللہ تعالیٰ نے مردار کی چربی کو حرام قرار دیا تو وہ چربی کو پگھلاتے، بیچ ڈالتے اور اس کی قیمت کھا جاتے۔

**عن ابی جحیفة رضی الله عنه ان النبی صلی الله علیه وسلم نهی عن ثمن الدم و عن ثمن الکلب و کسب البغی و لعن اکل الربٰوا و موکله والواشمة و المستوشمة و المصور**

ابوجحیفہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے خون کی قیمت، کتے کی قیمت اور زناکار عورت کی کمائی سے منع فرمایا اور سود کھانے اور سود دینے والے پر نیز جسم کو گوندھنے اور گدھوانے اور تصویر بنانے والے پر لعنت فرمائی ہے۔

## ۷۔ عربوں کے ہاں تجارت کی بعض صورتیں:

اسی طرح عربوں کے ہاں تجارت میں خرید و فروخت کی بعض صورتیں رائج تھیں جو پسندیدہ نہ تھیں، رسول اللہ ﷺ نے انہیں ختم کر دیا:

**عن جابر رضی الله عنه قال نهی رسول الله صلی الله علیه وسلم عن المخابرة و المحاقلة و المزابنة والمحاقله ان بیع الرجل الزرع بمائة فرق حنطة و المزابنة ان یبیع التمر فی رؤوس النخل بمائة فرق والمخابرة کراء**

www.e-iqra.com

الارض بالثلث و الربع

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے محاقلہ، مخابرہ اور مزابنہ سے منع فرمایا ہے۔ محاقلہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی کھڑی فصل کو سوفرق (پیمانہ) غلہ کے بدلے بیچ دے۔ مزابنہ یہ ہے کہ کوئی شخص کھجوروں کو عام کھجوروں سے فرق کے عوض بیچے اور مخابرہ یہ ہے کہ کوئی شخص اپنی زمین کو ایک تہائی یا چوتھائی پیداوار پر بٹائی کے لئے دے دے۔

و عنه قال نهى رسول الله صلى الله عليه وسلم عن المحاقلة و المزابنة و المخابرة و المعاومة و عن الثنيا و رخص في العرايا

حضرت جابر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے محاقلہ، مزابنہ، مخابرہ، معاومہ اور ثنیا سے منع فرمادیا اور عرایا کی اجازت دے دی۔

عن واثلة بن الاسقع رضي الله عنه قال سمعت رسول الله صلى الله عليه وسلم يقول من باع عيباً لم يبينه لم يزل في مقت الله او لم تزل الملئكة تلعنه

واثلہ بن اسقع رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ میں نے رسول اللہ ﷺ کو یہ فرماتے سنا کہ جو شخص عیب دار چیز کو بیچے اور اس کے عیب کو ظاہر نہ کرے وہ ہمیشہ غضب الٰہی کا شکار رہتا ہے یا فرشتے اس پر ہمیشہ لعنت بھیجتے رہتے ہیں۔

## ۸۔ معاملات میں جانبین کے درمیان نزاع ومناقشہ:

وہ معاملات جن میں جانبین کے درمیان نزاع ومناقشہ کی صورتیں موجود ہوں یا کوئی ایسا پہلو ہو جس میں اختلاف کی گنجائش ہو اس معاملہ کو مشکوک قرار دیا کیونکہ اس میں کسی فریق کو بھی نقصان پہنچنے کا اندیشہ ہوتا ہے اور یہ چیز مقصد تجارت کے لئے کسی طرح مناسب نہیں:

www.e-iqra.com

**عن ابی هريرة رضی الله عنه قال نهی رسول الله صلی الله عليه وسلم عن بيعتين فی بيعة**

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے ایک معاملے کو دو معاملے بننے سے منع فرمایا۔

**و عنه قال نهی رسول الله صلی الله عليه وسلم عن بيع و شرط**

اور انہی سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے بیع کے ساتھ شرط لگانے سے منع فرمایا۔

**عن حكيم بن حزام رضی الله عنه قال نهانی رسول الله صلی الله عليه وسلم ان ابيع ما ليس عندی**

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھ کو منع فرمایا، ایسی شے کے فروخت کرنے سے جو میری ملکیت نہیں۔

## ۹۔ وہ معاملہ جس میں دھوکہ و فریب مضمر ہو:

مثلاً اچھی چیزوں کے اندر بری چیزیں ملا دی جائیں اور پتہ نہ چلنے دیا جائے یا ایک چیز پر نظر رکھی جائے تا کہ اسے حاصل کر لیں لیکن اسے معاملے میں شامل نہیں کیا، بلکہ کسی اور طریق سے حاصل کرنے کا منصوبہ بنایا۔

**عن ابی هريرة رضی الله عنه قال نهی رسول الله صلی الله عليه وسلم عن بيع الحصاة و بيع الغرر**

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے دھوکے کے معاملے کو حرام قرار دیا اور کنکر پھینک کر کسی شے کی خریداری کو بھی۔

**و عنه نهی رسول الله صلی الله عليه وسلم عن النجش**

وہی بیان کرتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے نجش سے منع فرمایا۔

www.e-iqra.com

## ۱۰۔ آپ ﷺ نے احتکار و اکتناز سے منع فرمایا:

احتکار کے معنی یہ ہیں کہ غلہ اور دوسری اشیاء محصور و محدود کر لی جائیں اور پورا معاشرہ اس سے استفادہ نہ کر سکے اور اکتناز کے معنی یہ ہیں کہ دولت کے عظیم الشان خزانے افراد کے پاس جمع ہو جائیں اور اس کی تقسیم و گردش کی کوئی سبیل نہ ہو، اسلام نے ان دونوں کے خلاف پابندی عائد کی ہے۔

**عن معمر رضی الله عنه قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من احتکر فهو خاطی**

حضرت معمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: احتکار کرنے والا خطا کار ہے۔

**عن عمر رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم قال الجالب مرزوق و المحتکر ملعون**

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: تاجر کو (خدا کی طرف سے) رزق دیا جاتا ہے اور غلہ کو (گرانی کی غرض سے) روکنے اور بند کرنے والا ملعون ہے۔

**عن ابن عمر رضی الله عنه قال، قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من احتکر طعاماً اربعین یوماً یرید به الغلاء فقد بری من الله و بری الله منه**

حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہ کہتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ کا ارشاد ہے کہ جو شخص گرانی کے خیال سے غلہ کو چالیس دن بند رکھے اس نے خدا کے عہد کو توڑا اور خدا بھی اس سے بیزار ہو گیا۔

ارشاد ربانی ہے:

**والذین یکنزون الذهب و الفضة ولا ینفقونها فی سبیل**

www.e-iqra.com

**اللہ فبشرھم بعذاب الیم یوم یحمیٰ علیھا فی نار جھنم فتکویٰ بھا جباھھم و جنوبھم و ظھورھم ط ھذا ما کنزتم لانفسکم فذوقوا ما کنتم تکنزون**

اور جو لوگ سونا اور چاندی جمع کرتے ہیں اور اس کو اللہ کی راہ میں خرچ نہیں کرتے آپ ﷺ انہیں دردناک عذاب کی خبر دیں، جس دن اس مال کو جہنم کی آگ میں گرم کیا جائے گا پھر اس کے ساتھ ان کی پیشانیاں اور ان کے پہلو، ان کی پیٹھیں داغی جائیں گی، یہ وہ ہے جو تم نے اپنے لئے جمع کیا تھا، سو اس کا مزہ چکھو جو تم جمع کرتے تھے۔

رسول اکرم ﷺ نے ان تمام فاسد اور باطل راہوں کو بند کر کے صرف جائز اور پاکیزہ طریق تجارت کو رہنے دیا تاکہ اسلامی معاشرے میں غیر صالح اجزاء راہ نہ پاسکیں۔ آنحضرت ﷺ کا انسانیت پر یہ احسان عظیم ہے کہ انہوں نے تجارت کو پاکیزہ کیا اور اسے اخلاقی اور انسانی قدروں سے مالا مال کیا۔ آنحضرت ﷺ نے قرآن پاک اور اپنے ارشادات سے تجارت کو مقدس ترین مشغلہ قرار دیا اور دولت کو نفع بخشی اور فیض رسانی کا ذریعہ بنایا۔

آج کے تاجر، ان سنہری اصولوں کو اپنا کر اپنی محنت کو رزق حلال کا درجہ دے سکتے ہیں اور خود زمرہ نبیین، صدیقین اور شہداء میں شمار ہو سکتے ہیں۔

www.e-iqra.com

# حضور ﷺ کے تجارتی فیصلے

۱۔ ایک شخص نے کھجور کے درخت ایک آدمی سے پیشگی خرید لئے، اس سال درختوں کو پھل نہ آیا، دونوں نے حضور ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر اپنا دعویٰ پیش کیا، حضور ﷺ نے فرمایا:

تم اس کے مال کو اپنے لئے کیسے حلال سمجھتے ہو؟ اس کا مال اسے واپس کر دو۔(۱)

پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

کھجوروں کے باغ قبل از وقت نہ خرید لیا کرو بلکہ اس وقت خرید و جب ان کے پھلوں کی صلاحیت نمایاں ہو جائے۔

صحیح بخاری، مسلم اور اصیلی کی ''الدلائل'' میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا:

**من اسلف فلیسلف فی کیل معلوم ووزن معلوم . (۲)**

اگر کوئی شخص پیشگی خرید و فروخت کا معاملہ کرے تو وہ کیل اور وزن کی تعیین کر لے۔

دونوں کتابوں (صحیح بخاری و مسلم) میں حضرت عبداللہ بن عمر رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ میں نے دیکھا نبی ﷺ کے عہد میں لوگوں کو اس لئے پیٹا جاتا تھا کہ وہ غلہ خرید کر اسی وقت، اسی جگہ اس کو فروخت کر ڈالتے تھے۔ حالانکہ غلہ اس وقت فروخت کرنا چاہئے جب اس کو جائے خرید سے منتقل کر دیا جائے۔

۲۔ حضور ﷺ نے انصار کے قبیلہ بنی عدی کے ایک شخص کو خیبر کا گورنر مقرر فرمایا، وہ آپ ﷺ کی خدمت میں بہت عمدہ کھجوریں لایا، رسول اکرم ﷺ نے دریافت کیا کیا خیبر کی سب کھجوریں اسی قسم کی ہیں؟ اس نے کہا یا رسول اللہ! بخدا نہیں ہم دراصل دو صاع کھجوریں دے کر اس قسم کی ایک صاع عمدہ کھجوریں لے لیتے ہیں، یا تین صاع دے کر دو صاع

www.e-iqra.com

اچھی کھجوریں لے لیتے ہیں، یہ سن کر نبی اکرم ﷺ نے فرمایا:

یوں نہ کیا کرو، اپنی کھجوریں نقد رقم کے عوض فروخت کر کے اسی قیمت سے عمدہ کھجوریں خرید لیا کریں۔ (۳)

صحیح بخاری، صحیح مسلم اور المیز ان میں اسی طرح ہے، صحیح مسلم میں یہ اضافہ بھی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا: ''یہ تو بالکل سود ہے''۔ ایک اور حدیث میں ہے ''یہ سود ہے، اس کو واپس کر دو، پھر اپنی کھجوریں بیچو اور ہمارے لئے اس قسم کی کھجوریں خرید کر لاؤ''۔

۳۔ نبی اکرم ﷺ نے سعد بن مالک اور سعد بن عبادہ رضی اللہ عنہما کو حکم دیا کہ مال غنیمت میں سے سونے چاندی کے برتن فروخت کر دیں۔ چنانچہ ان دونوں نے تین کو چار کے عوض اور چار کو تین کے بدلے میں فروخت کر دیا، رسول اللہ ﷺ نے فرمایا:

تم نے سودی کاروبار کیا ہے، لہذا اس کو واپس کر دو۔ (۴)

۴۔ حضور ﷺ کی خدمت میں ایک ہار پیش کیا گیا جس میں موتی اور سونا تھا، یہ مال غنیمت میں سے تھا اور اس کو فروخت کیا جا رہا تھا، آپ ﷺ نے فرمایا کہ ہار میں جو سونا ہے اس کو الگ کر لیا جائے، پھر آپ ﷺ نے فرمایا:

سونے کو سونے کے عوض برابر برابر فروخت کیا جائے۔ (۵)

ابوداؤد میں ہے کہ حضور ﷺ نے فرمایا:

اس ہار کو اس وقت تک فروخت نہ کیا جائے جب تک اس میں سے سونا الگ نہ کر لیا جائے۔

۵۔ رسول اکرم ﷺ نے فرمایا:

جو شخص پیوند کردہ کھجور کے درخت فروخت کرے ان کا پھل بائع (فروخت کنندہ) کا ہوگا، الّا یہ کہ مشتری (خریدار) اس کو سودے میں شامل کر لے اور جو شخص کسی غلام کو فروخت کرے اور غلام کے پاس کچھ مال بھی ہو تو اس کا مال بائع کا ہوگا بجز اس صورت کے کہ مشتری اس کو

www.e-iqra.com

سودے میں شامل کرنے کی شرط لگا لے۔ (۶)

۶۔ رسول اللہ ﷺ سے دریافت کیا گیا کہ کیا خشک کھجوروں کی خرید وفروخت تر کھجوروں کے عوض جائز ہے؟ رسول اکرم ﷺ نے دریافت فرمایا کیا تر کھجوریں خشک ہونے کے بعد وزن میں کم ہو جاتی ہیں، صحابہ رضی اللہ عنہم نے اثبات میں جواب دیا تب آپ ﷺ نے اس سے منع فرمایا۔ (۷)

**نکتہ:** ابوعمر، اشبیلی اور دوسرے اہل علم کہتے ہیں کہ اس حدیث سے مندرجہ ذیل مسئلہ مستنبط ہوتا ہے:

صنعت وحرفت کے معاملہ کی تہہ تک پہنچنے کے لئے اہل صنعت کو اصحاب کہن کی جانب رجوع کرنا چاہئے۔ رسول اللہ ﷺ کو معلوم تھا کہ گیلی کھجوروں کو خشک کیا جائے تو ان کا وزن کم ہو جاتا ہے، مگر اس کے باوجود آپ ﷺ نے اس معاملے میں ان لوگوں سے دریافت فرمایا جو اس سے اچھی طرح واقف تھے۔

۷۔ نبی اکرم ﷺ نے فرمایا کہ آگے بڑھ کر قافلہ والوں سے سودا نہ خریدو، تم میں سے کوئی دوسرے کے سودے پر سودا نہ کرے، قیمت بڑھانے کے لئے بولی نہ دو، شہری آدمی دیہاتی کی چیز فروخت نہ کرے۔ اونٹنی اور بکری کے دودھ کو قیمت بڑھانے کے لئے تھنوں میں روکا نہ کرو، جو شخص کسی ایسے جانور کو خریدے جس کا دودھ تھنوں میں روکا گیا ہو تو اصلی حالت میں جانور کو دوہنے کے بعد دو باتوں کا اس کو اختیار ہے، اگر جانور کو پسند کرے تو اپنے پاس رہنے دے اور اگر ناپسند کرے تو اسے واپس کر دے اور اس کے ساتھ بیچنے والے کو ایک صاع کھجوریں بھی دے۔ (۸)

۸۔ ایک شخص نے ایک غلام خریدا، وہ کچھ عرصہ اس کے یہاں ٹھہرا، پھر اس نے اس میں ایک عیب پایا اور رسول اللہ ﷺ کی خدمت میں حاضر ہو کر معاملہ پیش کیا، حضور ﷺ نے وہ غلام بیچنے والے کو واپس کر دیا، بائع نے کہا: یا رسول اللہ ﷺ! اس نے میرے غلام سے کام لیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا نفع وہی شخص حاصل کرتا ہے جو نقصان کا ذمہ دار ہو۔ (۹)

www.e-iqra.com

# حواشی وحوالہ جات

۱۔ ابوداؤد، ج۲،ص۲۷۶،کتاب البیوع، باب فی السلم فی تمرہ بعینها

۲۔ مؤطاامام مالک، ج۲،ص۵۳،کتاب البیوع، باب ما یکرہ من بیع التمر ۔ بخاری، کتاب البیوع، باب اذا اراد بیع تمر بتمر خیرمنه ۔ مسلم، ج۳،ص۱۲۱۵،کتاب المساقاة ، باب بیع الطعام مثلاً بمثل

۳۔ مؤطاامام مالک، ج۲،ص۵۸، کتاب البیوع ، باب بیع الذهب بالفضة ...... و عینا

۴۔ مسلم، ج۳،ص۱۲۱۳،کتاب البیوع، باب بیع قلادة فیها خرزو ذهب

۵۔ مؤطاامام مالک، ج۲،ص۵۰،کتاب البیوع، باب ما جاء فی ثمر المال یباع اصله ۔ صحیح بخاری، کتاب البیوع باب من باع نخلاً قد ابرت ۔ صحیح مسلم، ج۳،ص۱۱۷۲، کتاب البیوع باب من باع نخلا علیها تمر

۶۔ مؤطاامام مالک، ج۲،ص۵۳،۵۴،کتاب البیوع، باب ما یکرہ من بیع التمر

۷۔ مؤطاامام مالک، ج۲،ص۸۶،کتاب البیوع ، باب ما ینهی عنه من المساومة و المبایعة ۔ صحیح بخاری،کتاب البیوع ، باب النهی عن تلقی الرکبان ۔ صحیح مسلم، ج۳، ص۱۱۵۵،کتاب البیوع، باب تحریم بیع الرجل علی بیع اخیه و تحریم التصریة ۔ نسائی، ج۳،ص۷۵۳، کتاب البیوع، باب النهی عن المصراة

۸۔ ابوداؤد،کتاب البیوع، من اشتریٰ مصراة و کرهها

www.e-iqra.com

# حضور اقدس ﷺ کا تاجروں سے خطاب

## کمائی کی فضیلت کے بیان میں:

اس میں سب سے پہلے تو قرآن پاک کی آیات ہیں، امام غزالی رحمہ اللہ نے احیاء العلوم کے باب آداب الکسب والمعاش میں بہت تفصیل سے لکھا ہے، اسے مختصر کر کے یہاں لکھتے ہیں۔ اللہ جل شانہ کا ارشاد ہے:

وَ جَعَلْنَا النَّهَارَ مَعَاشاً ۝ (۱)

اور بنادیا دن کو کمائی کرنے کو۔

اس آیت شریفہ کو اللہ جل شانہ نے احسان جتانے کے لئے بیان فرمایا۔ دوسری جگہ ارشاد فرمایا:

وَ لَقَدْ مَكَّنّٰكُمْ فِی الْاَرْضِ وَجَعَلْنَا لَكُمْ فِیْهَا مَعَایِشَ ط
قَلِیْلاً مَّا تَشْكُرُوْنَ ۝ (۲)

اور ہم نے تم کو جگہ دی زمین میں اور مقرر کر دیں اس میں تمہارے لئے روزیاں، تم بہت کم شکر کرتے ہو۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

وَ اٰخَرُوْنَ یَضْرِبُوْنَ فِی الْاَرْضِ یَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ ط (۳)

اور کتنے لوگ پھریں گے ملک میں ڈھونڈتے، اللہ تعالیٰ کے فضل کو۔

ایک اور جگہ ارشاد ہے:

فَانْتَشِرُوْا فِی الْاَرْضِ وَ ابْتَغُوْا مِنْ فَضْلِ اللّٰهِ ط (۴)

پھیل پڑو زمین میں اور ڈھونڈو فضل اللہ تعالیٰ کا۔

اور حدیث پاک میں آتا ہے:

www.e-iqra.com

عن انس بن مالک رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم قال طلب الحلال واجب علیٰ کل مسلم (۵)

حضرت انس بن مالک رضی اللہ عنہ سے منقول ہے کہ نبی ﷺ نے فرمایا کہ حلال مال کا طلب کرنا ہر مسلمان پر ضروری ہے۔

عن عبد الله بن مسعود رضی الله عنه ان النبی صلی الله علیه وسلم قال طلب الحلال فریضة بعد الفریضة (۶)

حضرت عبداللہ بن مسعود رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ حلال مال کا طلب کرنا دوسرے فرائض کی ادائیگی کے بعد فرض ہے۔

عن ابی سعید الخدری رضی الله عنه عن رسول الله صلی الله علیه وسلم ایما رجل اکتسب مالا من حلال فاطعم نفسه او کساها فمن دونه من خلق الله تعالیٰ کان له زکوٰة (۷)

حضرت ابوسعید خدری رضی اللہ عنہ نبی کریم ﷺ سے روایت کرتے ہیں کہ آپ ﷺ نے فرمایا: جس آدمی نے بھی حلال مال کما کر خود اپنے کھانے اور پہننے میں خرچ کیا یا اپنے علاوہ اللہ تعالیٰ کی مخلوق میں سے کسی دوسرے کو کھلایا یا پہنایا تو یہ بھی اس کے لئے صدقہ ہوگا۔

و عن نصیح العنسی عن رکب المصری رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم طوبیٰ لمن طاب کسبه (۸)

حضرت رکب مصری رضی اللہ عنہ نے فرمایا کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ خوشخبری ہو اس کے لئے جس کی کمائی پاک ہو۔

www.e-iqra.com

ترغیب وترہیب کی ایک طویل حدیث میں ہے کہ

حضرت سعد بن ابی وقاص رضی اللہ عنہ نے عرض کیا کہ یا رسول اللہ! دعا فرما دیجئے کہ اللہ تعالیٰ مجھے مستجاب الدعوات بنا دے، تو حضور ﷺ نے فرمایا: اے سعد! اپنا کھانا پاک وحلال بنالو، مستجاب الدعوات بن جاؤ گے، اور قسم ہے اس پاک ذات کی جس کے قبضہ میں محمد (ﷺ) کی جان ہے بندہ حرام لقمہ پیٹ میں ڈالتا ہے تو اس سے چالیس دن تک کوئی عمل قبول نہیں کیا جاتا۔

**عن المقدام بن معدیکرب رضی الله عنه عن النبی صلی الله علیه وسلم قال ما اکل احد طعاماً قط خیراً من ان یأکل من عمل یده و ان النبی الله داؤد علیه السلام کان یأکل من عمل یده (۹)**

حضرت مقدام بن معدیکرب رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر کوئی کھانا کسی نے نہیں کھایا اور اللہ تعالیٰ کے نبی حضرت داؤد علیہ السلام اپنے ہاتھ کی کمائی سے کھاتے تھے۔

**و ابن ماجه و لفظه قال ما کسب الرجل کسباً اطیب من عمل یده و ما انفق الرجل علیٰ نفسه و اهله وولده و خادمه فهو صدقة**

اور ابن ماجہ میں ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اپنے ہاتھ کی کمائی سے بہتر کوئی کمائی نہیں اور جو مال حلال بھی آدمی خود اپنے اوپر اور اپنے اہل پر اور اپنی اولاد پر اور اپنے خادم پر خرچ کرے وہ بھی اس کے لئے صدقہ ہے۔

www.e-iqra.com

عن ابی ھریرة رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم لان یحتطب احدکم حرمة علی ظھره خیرله من ان یسأل احدا فیعطیه او یمنعه (۱۰)

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ آدمی اپنی پشت پر لکڑیاں لاد کر اس کو بیچ کر کھائے یہ اس کے لئے بہتر ہے کہ کسی سے سوال کرے پھر وہ دے یا نہ دے۔

عن عائشة رضی الله عنها قالت قال رسول الله صلی الله علیه وسلم من امسیٰ کالا من عمله امسی مغفورا له (۱۱)

حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے فرمایا کہ حضور اقدس ﷺ نے فرمایا کہ جس کسی نے اس حال میں شام کی کہ کام کرنے کی وجہ سے تھک کر چور ہو گیا ہو تو گویا اس نے اس حال میں شام کی کہ اس کے سارے گناہ معاف ہو گئے ہوں گے۔

التاجر الصدوق الامین مع النبیّین و الصدیقین و الشھداء (۱۲)

سچا، امانتدار تاجر (قیامت میں) انبیاء، صدیقین اور شہداء کے ساتھ ہو گا۔

نیز حضور ﷺ نے ارشاد فرمایا کہ

ان اطیب الکسب کسب التجار الذین اذا حدثوا لم یکذبوا و اذا ائتمنوا لم یخونوا و اذا وعدوا لم یخلفوا و اذا اشتروا لم یذموا و اذا باعوا لم یمدحوا و اذا کان علیھم لم یمطلوا و اذا کان لھم لم یصروا۔ (۱۳)

www.e-iqra.com

بہترین کمائی ان تاجروں کی کمائی ہے جو جھوٹ نہیں بولتے، امانت میں خیانت نہیں کرتے، وعدہ خلافی نہیں کرتے، اور خریدتے وقت اس چیز کی مذمت نہیں کرتے (تاکہ بیچنے والا قیمت کم کر کے دے دے) اور جب (خود) بیچتے ہیں تو (بہت زیادہ) تعریف نہیں کرتے، (تاکہ زیادہ ملے) اور اگر ان کے ذمہ کسی کا کچھ نکلتا ہو تو ٹال مٹول نہیں کرتے، اور اگر ان کا کسی کے ذمہ نکلتا ہو تو وصول کرنے میں تنگ نہیں کرتے۔

**عن انس رضی الله عنه قال قال رسول الله صلی الله علیه وسلم التاجر الصدوق تحت ظل العرش یوم القیامة (۱۴)**

حضرت انس رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ رسول اللہ ﷺ نے فرمایا کہ سچ بولنے والا تاجر قیامت میں عرش کے سایہ میں ہوگا۔

**عن ابی امامة رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال ان التاجر اذا کان فیه اربع خصال طاب کسبه اذا اشتری لم یذم و اذا باع لم یمدح و لم یدلس فی البیع و لم یحلف فیما بین ذالک (۱۵)**

حضرت ابوامامہ رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ جب تاجر میں چار باتیں آجائیں تو اس کی کمائی پاک ہو جاتی ہے، جب خریدے تو اس چیز کی مذمت نہ کرے، اور بیچے تو (اپنی چیز کی بہت زیادہ) تعریف نہ کرے، اور بیچنے میں گڑبڑ نہ کرے، اور خرید و فروخت میں قسم نہ کھائے۔

**عن خکیم بن حزام رضی الله عنه ان رسول الله صلی الله علیه وسلم قال البیعان بالخیار ما لم یتفرقا، فان**

www.e-iqra.com

صدقا البیعان و بینا بورک لهما فی بیعهما و ان کتما وکذبا فعسی ان یربحا ربحا یمحقا برکة بیعهما (۱۶)

حضرت حکیم بن حزام رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ خرید وفروخت کرنے والے کو (بیع توڑنے کا) حق ہے جب تک وہ اپنی جگہ سے نہ ہٹیں، اگر بائع ومشتری سچ بولیں اور مال اور قیمت کے عیب اور کھرے کھوٹے ہونے کو بیان کردیں تو ان کے بیع میں برکت ہوتی ہے اور اگر عیب کو چھپالیں اور جھوٹ اوصاف بتادیں تو شاید کچھ نفع کمالیں (لیکن) بیع کی برکت ختم کردیتے ہیں۔

و اخرج سعید بن منصور فی سننه عن نعیم بن عبدالرحمن الازدی و یحییٰ بن جابر الطائی مرسلاً قال المناوی رجله ثقات تسعة اعشار الرزق فی التجارة والعشر فی المواشی یعنی انتاج (۱۷)

امام سعید بن منصور نے اپنی سنن میں نعیم بن عبدالرحمٰن اور یحیٰی بن جابر سے مرسلاً نقل کی ہے، نو حصے تجارت میں ہیں اور ایک حصہ جانوروں کی پرورش وپرداخت میں ہے۔

و اخرج الدیلمی عن ابن عباس رضی الله عنهما اوصیکم بالتجار خیرًا فانهم برد الأفاق و امناء الله فی الارض (۱۸)

دیلمی نہ ابن عباس رضی اللہ تعالیٰ عنہما سے نقل کیا ہے کہ تمہیں تاجروں کے ساتھ خیر کے برتاؤ کی وصیت کرتا ہوں، کیونکہ یہ لوگ ڈاکیے اور زمین میں اللہ تعالیٰ کے امین ہیں۔

اللهم بارک لامتی فی بکورها

www.e-iqra.com

اے اللہ میرے امت کے صبح ہی صبح کام کرنے میں برکت دے۔

اور حضرت صخر رضی اللہ عنہ نے یہ بھی کہا کہ حضور ﷺ جب کوئی لشکر بھیجتے تو صبح ہی کو بھیجتے، اور یہ حضرت صخر رضی اللہ عنہ بھی تاجر تھے، اور جب اپنے ملازموں کو تجارت کے لئے بھیجتے تو صبح ہی کو بھیجتے، چنانچہ خوب نفع ہوا، اور مال بہت بڑھا۔

**عن سعد بن حريث رضي الله عنه قال قال رسول الله صلى الله عليه وسلم من باع عقاراً او داراً و لم يعجل ثمنها في مثلها لم يبارك له (۱۹)**

حضرت سعد بن حریث رضی اللہ عنہ سے مروی ہے کہ نبی کریم ﷺ نے فرمایا: جس کسی نے زمین یا کوئی مکان بیچا اور اس کی قیمت کو اسی جیسی کسی دوسری چیز میں نہیں لگایا تو اس کے لئے برکت نہیں۔

امام ذہبی رحمہ اللہ نے اول آیت شریفہ ولا تاکلوا اموالکم بینکم بالباطل نقل کی ہے اور اس کا مطلب لکھا ہے کہ کوئی کسی کا مال باطل کے ذریعہ نہ کھائے، پھر لکھا ہے کہ باطل طریقہ سے کھانے کی دو صورتیں ہیں، ایک یہ کہ ظلم کے طریقہ پر ہو مثلاً غصب، خیانت اور چوری کے ذریعہ حاصل کرے، دوسرے یہ کہ مذاق کے طور پر لے جسے جوئے میں اور دوسرے کھیل کے مواقع میں لے لیتے ہیں۔

صحیح بخاری میں ہے کہ حضور اقدس انے ارشاد فرمایا کہ بلاشبہ بہت سے لوگ اللہ تعالیٰ کے مال میں ناحق طریقے پر گھسے چلے جاتے ہیں، سو ان کے لئے قیامت کے دن دوزخ ہے۔

صحیح مسلم میں ہے کہ حضور انے ایسے شخص کا ذکر فرمایا جس کا سفر لمبا ہو، بال بکھرے ہوئے ہوں، جسم غبار آلود ہو وہ آسمان کی طرف ہاتھ پھیلا کر یارب یارب کہہ کر دعائیں کر رہا ہو، اور حال یہ ہے کہ اس کا کھانا حرام ہے، پینا حرام ہے، اور لباس حرام ہے اور حرام سے ہی پلا ہو، سو

www.e-iqra.com

ان حالات میں اس کی دعا کہاں قبول ہوسکتی ہے؟۔

امام بیہقی رحمہ اللہ نے اپنی سند کے ساتھ حضور اقدس ا کا یہ ارشاد نقل کیا ہے کہ بے شک اللہ تعالیٰ نے تمہارے اخلاق تقسیم کر دیے ہیں، جیسا کہ ارزاق بانٹ دیئے ہیں، اور بے شک اللہ تعالیٰ دنیا اس کو دیتا ہے جس سے محبت فرماتا ہے اور اس کو بھی جس سے محبت نہیں فرماتا، مگر دین صرف اسی کو دیتا ہے جس سے محبت فرماتا ہے، سو جس کو اللہ تعالیٰ نے دین دیا اس کو اللہ تعالیٰ نے محبوب بنالیا، اور جو کوئی بندہ مال حرام کمائے گا پھر اس میں خرچ کرے گا تو اس میں برکت نہ ہوگی اور اس میں سے صدقہ کرے گا تو قبول نہ ہوگا، اور اپنے پیچھے چھوڑ کر جائے گا تو یہ مال دوزخ میں لے جانے کے لئے ایک توشہ ہوگا، بے شک اللہ تعالیٰ برائی کو برائی کے ذریعہ نہیں مٹاتا، بلکہ برائی کو نیکی کے ذریعہ مٹاتا ہے۔

حضرت ابن عمر رضی اللہ عنہما سے روایت ہے کہ حضور ا نے ارشاد فرمایا کہ دنیا میٹھی اور سرسبز ہے جس نے اس میں حلال طریقہ پر مال کمایا اور اسے حق کے راستوں میں خرچ کیا اللہ تعالیٰ اسے ثواب دے گا اور جنت عطا فرمائے گا اور جس نے اس دنیا میں حلال کے دوسرے طریقہ پر مال کمایا اور اسے ناحق طریقوں میں خرچ کیا اللہ تعالیٰ اسے ذلت کے گھر یعنی دوزخ میں داخل کرے گا، بہت سے لوگ ایسے ہیں جو خواہش نفس کے مطابق حرام مال میں گھس جاتے ہیں ان کے لئے قیامت کے دن دوزخ ہے، اور ایک حدیث میں یوں ہے کہ جو شخص یہ پرواہ نہیں کرتا کہ مال کہاں سے کمایا اللہ تعالیٰ بھی پروانہیں کرتا کہ اسے دوزخ کے کس دروازے سے داخل کیا۔

حضرت ابوہریرہ رضی اللہ عنہ کا ارشاد ہے کہ تم میں سے کوئی شخص اپنے

www.e-iqra.com

منہ میں مٹی بھر لے یہ اس سے بہتر ہے کہ اپنے منہ میں حرام ڈالے۔

حضور اقدس ا سے مروی ہے کہ جو شخص حرام مال سے حج کرے اور جب وہ لبیک کہے تو اسے جواب میں فرشتہ کہتا ہے کہ نہ تیرا لبیک معتبر ہے نہ سعدیک، تیرا حج تیرے ہی اوپر لوٹا دیا گیا۔

امام احمد رحمہ اللہ نے اپنی مسند میں حضور اقدس ا کا پاک ارشاد نقل کیا ہے کہ جو کوئی دس درہم کا کپڑا خریدے اور ایک درہم بھی اس میں حرام کا ہو تو جب تک وہ کپڑا اس کے بدن پر ہے اس کی کوئی نماز قبول نہیں۔

حضرت عبداللہ بن عباس رضی اللہ عنہما سے مروی ہے کہ اللہ تعالیٰ اس شخص کی نماز قبول نہیں کرتا جس کے پیٹ میں حرام کھانا داخل ہو گیا ہو جب تک کہ وہ اس سے توبہ نہ کرلے۔

نبی کریم ﷺ سے مروی ہے کہ آپ ﷺ نے فرمایا کہ قیامت کے دن کچھ ایسے لوگ لائے جائیں گے جن کے ساتھ تہامہ پہاڑ کی طرح نیکیاں ہوں گی، مگر جب ان کو پیش کیا جائے گا تو اللہ تعالیٰ ان سب کو ہباءً منثورا (کالعدم) کردیں گے، پھر ان سب کو جہنم میں پھینک دیا جائے گا، صحابہ رضی اللہ عنہم نے عرض کیا کہ یارسول اللہ ﷺ! یہ کیسے ہو گا؟ حضور اقدس ا نے ارشاد فرمایا کہ یہ لوگ نمازیں پڑھتے تھے، روزے رکھتے تھے، زکوٰۃ ادا کرتے تھے، حج کرتے تھے مگر ان سب کے باوجود جب کوئی ذرا حرام مال سامنے آیا اس کو بیدریغ لے لیتے تھے، اس لئے اللہ تعالیٰ نے ان کے سارے اعمال کالعدم کردیئے۔

www.e-iqra.com

# حواشی وحوالہ جات


۱۔ سورہ نبا

۲۔ سورہ اعراف

۳۔ سورہ مزمل

۴۔ سورہ جمعہ

۵۔ طبرانی، معجم الاوسط

۶۔ طبرانی، بیہقی

۷۔ صحیح ابن حبان

۸۔ طبرانی

۹۔ بخاری

۱۰۔ مالک، بخاری، مسلم، نسائی

۱۱۔ طبرانی، معجم الاوسط

۱۲۔ ترمذی، ترغیب

۱۳۔ ترغیب، ج ۳، ص ۵۸۶

۱۴۔ ترغیب، ج ۳، ص ۵۸۵

۱۵۔ ترغیب، ج ۳، ص ۵۸۶

۱۶۔ بخاری، مسلم، ترغیب، ج ۳، ص ۵۸۶

۱۷۔ التراتیب الاداریہ، ج ۲، ص ۱۰

۱۸۔ ایضاً، ج ۲، ص ۱۱

۱۹۔ ابن ماجہ۔ التراتیب الاداریہ، ج ۲، ص ۲۲


www.e-iqra.com

# رسول اللہ ﷺ کے ہم عصر تاجر صحابہ

## حضرت ابو بکر صدیق رضی اللہ عنہ:

حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ مشہور تاجر تھے، رسول اللہ ﷺ کی بعثت کے وقت ان کے پاس نقد چالیس (۴۰) ہزار تھے، وہ اس مال سے غلاموں کو آزاد کراتے اور مسلمانوں کی مدد کرتے تھے، یہاں تک کہ باقی ماندہ پانچ ہزار کے ساتھ مدینہ طیبہ کی طرف ہجرت کی، جب فوت ہوئے ان کے پاس کوئی درہم یا دینار نہ تھا۔(۱)

ابن عساکر نے حضرت ام سلمہ رضی اللہ عنہا سے روایت کیا ہے حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ رسول اللہ ﷺ کے عہد مبارک میں بصریٰ کی طرف بغرض تجارت گئے، رسول اللہ ﷺ سے آپ رضی اللہ عنہ کا قرب اور آپ رضی اللہ عنہ کی امتیازی حیثیت تجارت میں مانع نہ ہوئی، اس کا سبب یہ تھا کہ مسلمانوں کو تجارت سے بڑی محبت تھی اور تجارت کے ذریعہ حصول رزق کو بہت پسند کرتے تھے۔ رسول اللہ ﷺ نے بھی حضرت ابو بکر رضی اللہ عنہ کے اس قدر قرب، محبت اور امتیازی حیثیت کے باوجود ان کو تجارت کے لئے سفر سے منع نہیں فرمایا۔ صحابہ کرام رضی اللہ عنہم رسول اللہ ﷺ کے تجارت کو پسند فرمانے کی وجہ سے تجارت کو پسند کرتے تھے۔

## حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ:

عظیم القدر تاجر صحابہ میں حضرت عمر بن الخطاب رضی اللہ عنہ بھی شامل ہیں، صحیح البخاری میں حضرت ابو موسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ کے آپ رضی اللہ عنہ سے اجازت طلب کرنے اور واپس چلے جانے والے واقعہ میں ہے کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اس موقع پر فرمایا: مجھ پر رسول اللہ ﷺ کا یہ ارشاد ''اگر تین مرتبہ اجازت طلب کرنے پر اندر آنے کی اجازت نہ ملے تو واپس چلے جاؤ''، مخفی رہا، مجھے تجارت کے لئے بازاروں کی مصروفیت نے مشغول رکھا۔

www.e-iqra.com

سعید بن منصور، عبد بن حمید، ابن المنذر اور بیہقی نے شعب الایمان میں حضرت عمر رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے، انہوں نے کہا: راہ خدا میں جہاد کے علاوہ مجھے دور دراز مقام کا وہ سفر پسند ہے جس میں، میں اونٹ کے کجاوے پر سوار اللہ کے فضل (رزق) کو تلاش کروں، اور آپ رضی اللہ عنہ نے یہ آیت تلاوت کی:

وَ اٰخَرُوْنَ یَضْرِبُوْنَ فِی الْاَرْضِ یَبْتَغُوْنَ مِنْ فَضْلِ اللّٰہِ (۲)

اور کچھ لوگ زمین میں سفر کریں گے، اللہ کا فضل تلاش کرتے ہوئے۔

## حضرت عثمان رضی اللہ عنہ:

حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کی تجارت کے تذکرہ پر سلف وصالحین کی کتب شاہد ہیں، ابن سعد نے الطبقات میں حضرت عبداللہ رضی اللہ عنہ سے روایت کیا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ دور جاہلیت اور اسلام میں تاجر تھے، آپ رضی اللہ عنہ اپنا مال مضاربت پر دیتے تھے۔ علاء بن عبدالرحمٰن اپنے والد سے روایت کرتے ہیں کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے نفع میں نصف حصہ پر اپنا مال بطور مضاربت دیا۔

مقدمات ابن رشد میں ہے کہ اسلام میں سب سے پہلی مضاربت الحرقہ کے آزاد کردہ غلام یعقوب کی حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے ساتھ مضاربت ہے، اس کا سبب یہ تھا کہ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے آدمی مقرر کیا جو بازار سے ان لوگوں کو اٹھا دیتا تھا جو تجارت کی فقہ سے ناواقف ہوتے، ان لوگوں میں یعقوب بھی شامل تھا، یہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے پاس آیا اور واقعہ بیان کیا، حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ان کو بغیر ڈھلی ہوئی چاندی کا تھیلا دیا اور فرمایا: اس کو بیچو، نفع آدھا آدھا ہوگا، اور یہ بھی کہا: جب تمہارے پاس اعتراض کرنے والا آئے تو کہنا: یہ مال عثمان کا ہے، میں نے مضاربت پر لیا ہے، اس نے یہی کہا تو اسے بازار سے نہیں نکالا گیا، پھر یہ دو تھیلے لے کر آئے، ایک میں اصل مال اور دوسرے میں منافع تھا۔

مشکوۃ میں ہے کہ حضور اقدس ﷺ نے غزوۂ تبوک کے لئے چندہ کیا تو حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے تین سو اونٹ پورے ساز وسامان کے ساتھ پیش کئے۔

www.e-iqra.com

ایک دوسری حدیث میں ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ اس موقع پر اپنی آستین میں ایک ہزار دینار (اشرفی) لائے، حضور اقدس ﷺ کی خدمت میں پیش کیے، آپ ﷺ نے ان کو اپنی گود میں الٹتے پلٹتے ہوئے یہ فرمایا: آج کے بعد عثمان کو کوئی عمل نقصان نہ دے گا، دو مرتبہ ایسے ہی فرمایا، دوسری جگہ میں لکھا ہے کہ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ نے ایک ہزار اونٹ اور ستر گھوڑے دیئے۔

## حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا:

ام المؤمنین حضرت خدیجہ بنت خویلد رضی اللہ عنہا تاجرہ تھیں، شام کی طرف اپنا تجارتی مال بھیجا کرتی تھیں، آپ رضی اللہ عنہا کا سامان تجارت لے جانے والا قافلہ قریش کے عام قافلہ کے برابر ہوتا تھا، آپ رضی اللہ عنہا لوگوں کو اجرت پر رکھتیں اور مال مضاربت پر دیتی تھیں، جب نبی ﷺ ان کے غلام میسرہ کے ساتھ ان کا تجارت کا مال لے کر روانہ ہوئے، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہ نے آپ ﷺ سے کہا: میں آپ ﷺ کو دوسروں کے مقابلہ میں دوگنا دوں گی، رسول اللہ ﷺ بُصریٰ کے بازار میں ان کا مال لے گئے، یہ سامان فروخت کیا اور وہاں سے دوسرا سامان خرید کر لائے اور پہلے کی بہ نسبت دوگنا منافع لائے، حضرت خدیجہ رضی اللہ عنہا نے آپ ﷺ کو مقرر کردہ منافع کا دوگنا دیا۔(۳)

## حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ:

حضرت زبیر بن العوام رضی اللہ عنہ بھی تاجر تھے، ابن عبد البر کہتے ہیں: حضرت زبیر رضی اللہ عنہ تجارت میں قسمت کے دھنی تھے، آپ رضی اللہ عنہ سے کہا گیا: آپ نے تجارت میں یہ سب کچھ کیسے پایا؟ فرمایا: میں نے کبھی دھوکہ دہی سے کام نہیں کیا اور نفع کو نہیں لوٹایا اور اللہ جسے چاہتا ہے برکت سے نوازتا ہے۔(۴) ابن عبد البر نے یہ بھی ذکر کیا ہے کہ حضرت زبیر رضی اللہ عنہ کے ایک ہزار غلام تھے جو ان کو خراج دیتے تھے۔(۵)

www.e-iqra.com

## حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ:

تاجروں میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بھی ہیں، صحیح البخاری میں حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ سے مروی ہے: جب ہم مدینہ منورہ میں آئے، رسول اللہ ﷺ نے میرے اور سعد بن الربیع رضی اللہ عنہ کے درمیان مواخات قائم کی (ہمیں ایک دوسرے کا بھائی بنایا)، حضرت سعد بن الربیع رضی اللہ عنہ نے کہا: میں انصار کا سب سے مالدار شخص ہوں، میں اپنا آدھا مال آپ رضی اللہ عنہ کو دیتا ہوں اور میری بیویوں کو دیکھ لو جو آپ رضی اللہ عنہ کو پسند آجائے، میں اسے طلاق دیتا ہوں، عدت گزرنے کے بعد آپ رضی اللہ عنہ اس سے نکاح کر لینا، حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے فرمایا: مجھے اس کی ضرورت نہیں ہے اور پوچھا: کیا یہاں تجارت کے لئے بازار ہے؟ حضرت سعد رضی اللہ عنہ نے ان کو بازار کا راستہ بتایا۔ صبح کو حضرت عبدالرحمٰن رضی اللہ عنہ بازار گئے، شام کو مال بیچ کر کچھ منافع لائے، پھر وہ اسی بازار میں آتے جاتے رہے، کچھ عرصہ بعد اس حالت میں آئے کہ ان پر زردی کا نشان تھا، رسول اللہ ﷺ نے دریافت فرمایا: کیا تم نے شادی کر لی؟ عرض کیا: جی ہاں، فرمایا: تم نے مہر میں اس کو کیا دیا؟ عرض کیا: ایک گٹھلی کے برابر سونا دیا ہے، آپ ﷺ نے فرمایا: ولیمہ کرو خواہ ایک بکری ہو۔ (۶)

اپنے کثیر المال ہونے کے باعث فیاض بھی بہت تھے، حضرت عائشہ رضی اللہ عنہا نے ایک مرتبہ ان کے بیٹے ابوسلمہ رضی اللہ عنہ سے کہا کہ اللہ جل شانہ تیرے باپ کو جنت کی سبیل سے سیراب کرے۔ اور وجہ اس دعا دینے کی یہ تھی کہ حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ نے حضور اقدس ﷺ کو ایک باغ دیا تھا، جو بعد میں چالیس ہزار میں فروخت ہوا۔ (۷)

ابن عبدالبر کہتے ہیں: حضرت عبدالرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ بڑے خوش قسمت تاجر تھے اور تجارت کے ذریعہ بہت مال کمایا، آپ رضی اللہ عنہ نے اپنی جس زوجہ کو بیماری میں طلاق دی تھی اس کو آٹھویں حصہ کی تہائی میں تراسی ہزار ملے تھے۔ ابن عیینہؒ کہتے ہیں: اس سے آپ رضی اللہ عنہ کی میراث کے آٹھویں حصہ کی چوتھائی پر مصالحت ہوئی تھی۔

www.e-iqra.com

## حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ:

حضرت عمار بن یاسر رضی اللہ عنہ کے آزاد کردہ غلام سعد بن عائذ المؤذن رضی اللہ عنہ بھی ہیں۔ الاصابہ میں ان کے تذکرہ میں ہے کہ آپ رضی اللہ عنہ سلم کے درخت کے پتوں کی تجارت کرتے تھے، ان پتوں سے چمڑے رنگے جاتے تھا، اس لئے آپ رضی اللہ عنہ کو سعد القراظ (کیکر سے مشابہ ایک درخت جسے عربی میں سلم کہتے ہیں) کہا جاتا ہے۔ علامہ بغوی نے روایت کیا ہے کہ انہوں نے نبی ﷺ کی خدمت میں تنگ دستی کی شکایت کی، حضور ﷺ نے ان کو تجارت کرنے کا حکم دیا، وہ بازار میں گئے اور سلم کے پتے خرید کر بیچے، ان میں ان کو نفع ہوا، انہوں نے نبی ﷺ سے اس کا ذکر کیا تو آپ نے ان کو یہ تجارت جاری رکھنے کا حکم دیا۔ (۸)

## حضرت منقذ بن عمرو الانصاری المدنی رضی اللہ عنہ:

حضرت منقذ بن عمرو الانصاری المدنی رضی اللہ عنہ تاجر صحابہ کرام رضی اللہ عنہم میں سے ہیں، ابن اسحاق نے محمد بن یحییٰ بن حبان سے روایت کیا ہے انہوں نے کہا: میرے نانا حضرت منقذ بن عمرو رضی اللہ عنہ کے سر میں پہنچنے والی آفت کی وجہ سے ان کی زبان کمزور ہوگئی اور ان کی عقل میں فرق آ گیا وہ تجارت نہیں چھوڑتے تھے اور ہمیشہ دھوکہ کھاتے تھے، نبی ﷺ کو ان کی حالت بتائی گئی تو آپ ﷺ نے حضرت منقذ رضی اللہ عنہ سے فرمایا: جب تم بیچو تو کہو: دھوکہ نہ ہوگا اور تم جو بھی سامان بیچو گے اس میں تم کو تین راتوں کا اختیار ہوگا (یعنی دھوکہ کی صورت میں تم اس عرصہ میں اپنا سامان واپس لے سکو گے)۔ حضرت عثمان رضی اللہ عنہ کے دور خلافت میں جب لوگوں کی کثرت ہوئی، آپ رضی اللہ عنہ بازار میں خرید و فروخت کرتے، جب گھر والوں کے پاس جاتے، وہ ان کو ملامت کرتے تو حضرت منقذ رضی اللہ عنہ کا بیچا ہوا مال یہ کہہ کر واپس لے آتے کہ نبی ﷺ نے مجھ تین راتوں کا اختیار دیا ہے۔ (۹)

## حضرت ابو معلق الانصاری رضی اللہ عنہ:

الاصابہ میں حضرت ابو معلق الانصاری رضی اللہ عنہ کے تذکرہ میں ہے، آپ رضی اللہ

www.e-iqra.com

عنہ اپنا اور دوسروں کا سامان تجارت لے کر دور دراز علاقوں میں تجارت کے لئے جایا کرتے تھے، آپ رضی اللہ عنہ متقی، عبادت گزار اور مستجاب الدعوات تھے۔ (۱۰)

## حضرت عبداللہ وعبید اللہ رضی اللہ عنہما:

حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے صاحبزادے حضرت عبداللہ اور عبید اللہ رضی اللہ عنہما بھی تجارت پیشہ تھے۔ سراج الملوک میں علامہ طرطوشی لکھتے ہیں: جب بصرہ میں حضرت ابوموسیٰ اشعری رضی اللہ عنہ نے حضرت عمر رضی اللہ عنہ کے ان صاحبزادوں کو بیت المال دیا انہوں نے اس سے سامان خرید کر اس سے منافع حاصل کیا۔ حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے ان سے تمام منافع واپس لینا چاہا تو انہوں نے قاضی کی طرف رجوع کیا، انہوں نے فیصلہ دیا کہ آدھا منافع ان دو صاحبزادوں کا ہوگا، باقی نصف حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے بیت المال میں داخل کر دیا۔

www.e-iqra.com

## حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ:

حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ بھی تاجر صحابہ رضی اللہ عنہم میں شامل ہیں۔ سراج الملوک میں ہے امام مالک رحمہ اللہ نے کہا: حضرت عمر رضی اللہ عنہ نے اپنا عمال کے مال کے دو حصے کر کے ان کا نصف حصہ بیت المال میں داخل کر لیتے تھے، آپ رضی اللہ عنہ نے حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ کے مال کے بھی دو حصے کیئے اور ان سے پوچھا: تمہارے پاس یہ مال کہاں سے آیا ہے؟ حضرت ابو ہریرہ رضی اللہ عنہ نے جواب دیا: جانوروں نے بچے دیئے اور تجارت میں ملا ہے۔

## حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ:

حضرت حاطب بن ابی بلتعہ رضی اللہ عنہ تاجر صحابی ہیں، آپ رضی اللہ عنہ مصر کے بادشاہ مقوقس کے پاس نبی ﷺ کے سفیر بن کر گئے تھے۔ طبقات ابن سعد میں ہے آپ رضی اللہ عنہ نے موت کے وقت چار ہزار اشرفیاں، دراہم، گھر اور دیگر اشیاء بطور میراث چھوڑیں۔ آپ رضی اللہ عنہ اشیائے خوردنی وغیرہ کی تجارت کرتے تھے۔

## حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ:

حضرت طلحہ بن عبید اللہ رضی اللہ عنہ بھی کپڑوں کی تجارت کرتے تھے، حضرت سفیان بن عیینہؒ سے نقل کیا ہے کہ حضرت طلحہ رضی اللہ عنہ کی روزانہ کی آمدنی ایک ہزار اوقیہ تھی اور ایک ایک اوقیہ ایک دینار کے ہم وزن ہوتا تھا۔

یا صاحب الجمال و یا سید البشر
من وجھک المنیر لقد نور القمر
لا یمکن الثناء کما کان حقہ
بعد از خدا بزرگ توئی قصہ مختصر

## حواشی وحوالہ جات

۱۔ الاصابہ، ج ۲، ص ۴۴۳، رقم: ۴۸۱۷
۲۔ المزمل: ۲۰
۳۔ السیر والمغازی، ابن اسحاق، ص ۸۱، ۸۲۔ الاصابہ، ج ۴، ص ۲۸۱۔ الروض الانف، ج ۱، ص ۲۱۲، ۲۱۳
۴۔ الاستیعاب۔ الاصابہ، ج ۱، ص ۵۸۳
۵۔ الاستیعاب، ج ۱، ص ۵۸۳
۶۔ بخاری، رقم: ۲۰۴۸، ۳۷۸۰ از عبد الرحمٰن بن عوف رضی اللہ عنہ، الفاظ کے قدرے تغیر کے ساتھ
۷۔ مشکوٰۃ، ص ۵۶۷
۸۔ ضعیف روایت بہ سبب مجاہیل۔ الاصابہ، ج ۲، ص ۲۹، رقم: ۳۱۷۱
۹۔ ضعیف روایت، دار قطنی، السنن، ج ۳، ص ۵۵، ۵۶
۱۰۔ ضعیف روایت، ابن ابی الدنیا، مجابی الدعوۃ، از عیسیٰ بن عبد اللہ النہمی

www.e-iqra.com

# فقہی اصطلاحات

| | |
|---|---|
| ۱۔ بائع | بیچنے والا |
| ۲۔ مشتری | خریدار |
| ۳۔ مضاربت | دو یا زیادہ آدمیوں کا اس طرح کاروبار کرنا کہ ایک کی طرف سے رقم لگائی جائے اور دوسری کی محنت ہو اور منافع دونوں میں متعین حصہ کے حساب سے ہو۔ |
| ۴۔ مشارکت | شراکت داری |
| ۵۔ ربوٰا | سود |
| ۶۔ محاقلہ | کھیت میں موجود گندم کو کٹی ہوئی گندم کے بدلے میں بیچنا۔ |
| ۷۔ مزابنہ | درخت پر لگی ہوئی کھجوروں کو کٹی ہوئی کھجوروں کے بدلے میں فروخت کرنا۔ |
| ۸۔ مخابرہ | متعین حصہ پر بٹائی کرنا۔ جیسے تہائی یا چوتھائی حصہ وغیرہ مقرر کرنا۔ |
| ۹۔ معاومہ | باغ کے پھلوں کو ایک سال تک یا ایک سال سے زیادہ تک کی بیع کر دینا مثلاً بائع یہ کہے کہ تین سال تک جو پھل اس باغ میں آئے گا وہ پھل میں آج ہی فروخت کرتا ہوں۔ |
| ۱۰۔ ثنیا | کوئی شخص یہ کہے کہ میں اپنے باغ کا سارا پھل تمہیں فروخت کرتا ہوں مگر دو درخت کا پھل فروخت نہیں کرتا وہ دو درخت متعین نہیں کیے۔ |
| ۱۱۔ عرایا | کسی فقیر وغیرہ کو درخت پر لگا ہوا پھل ہبہ کر دینا اور اس کو پھل کاٹنے سے قبل درخت پر موجود پھل کے عوض میں کٹا ہوا پھل دے دینا۔ |
| ۱۲۔ نجش | ایک آدمی دوسرے سے مال خرید رہا ہے اور تیسرا آدمی آکر اسی سامان کی زیادہ قیمت لگاتا ہے اور کہتا ہے یہ مجھے فروخت کر دو حالانکہ اس کا مقصد سامان کو خریدنا نہیں ہے۔ |
| ۱۳۔ مناقشہ | کسی مسئلے پر بحث کرنا۔ |

www.e-iqra.com

| | |
|---|---|
| ۱۴۔صاع | شرعی پیمانہ ہے جوتقریباً ساڑھے تین سیر غلہ وغیرہ کے برابر ہوتا ہے۔ |
| ۱۵۔وسق | ساٹھ صاع۔(پیمانہ جس میں تقریباً پانچ من غلہ سما جاتا ہے)۔ |
| ۱۶۔ذراع | شرعی گز۔ |
| ۱۷۔حبۃ | دانہ۔ |
| ۱۸۔دِیت | خون بہا۔ |

## مشکل الفاظ کے معانی

| | | | |
|---|---|---|---|
| ایک مرحلہ | تقریباً ۱۶ میل | رفتار وگفتار | بات چیت اور چلنے پھرنے کا انداز |
| اضطرار | بے چین | سعد یک | خوش قسمتی |
| استحصال | زیادتی | سیادت | سرداری |
| اصلاحات | درستگی | سطوت | غلبہ |
| اوائل عمر | ابتدائی عمر | سبیل | راستہ |
| استنباط | مسئلہ نکالنا | سکوت | خاموشی |
| ابتلا | مصیبت | غنا | مال داری |
| انفاق | خرچ کرنا | غصب | چھیننا |
| بذل | خرچ کرنا | فلاحت | کامیابی |
| بے دریغ | بے حساب | فیض رساں | فائدہ پہنچانا |
| پس پشت | پیٹھ پیچھے | کسب حلال | حلال کمائی |
| پائے کار | پیسے کا کام کرنے والا | گرانی | مہنگائی |
| تجار | تاجر کی جمع | گفت وشنید | بات چیت |
| تعیش | عیش | مستعار | عارضی طور پر استعمال کے لئے لی ہوئی چیز |
| تامل | غور وخوض | منہدم | گرانا |
| توشہ | غذائی ضرورت | مستجاب الدعوات | مقبول دعاؤں والا |
| جانبین | دوطرفہ | منفعت | فائدہ |
| خراج | زمینی ٹیکس | معصیت | گناہ |
| راہبر | راستہ دکھانے والا | معتبر | بھروسہ والا |
| راتق | بیچ | متموّل | مال والے |

www.e-iqra.com

# مزید مطالعہ کے لئے

| | | |
|---|---|---|
| ۱۔ | نبی کریم ﷺ کی معاشی زندگی | ڈاکٹر نور محمد غفاری |
| ۲۔ | حضور اکرم ﷺ کی معاشی زندگی | شہناز کوثر |
| ۳۔ | حضرت محمد ﷺ بحیثیت ماہر معاشیات | حکیم ایم۔اے قاسم |
| ۴۔ | تجارت رحمت للعالمین ﷺ کی نظر میں | عبدالمؤمن بنگش |
| ۵۔ | فضائل تجارت | مولانا زکریا رحمۃ اللہ علیہ |
| ۶۔ | اسلام کا قانون تجارت | ڈاکٹر نور محمد غفاری |
| ۷۔ | ہم تجارت کیسے کریں | مفتی جمیل احمد تھانوی |
| ۸۔ | احکام بیع | ادارہ تحقیقات، اسلام آباد |
| ۹۔ | تجارت کے اصول | سید عزیز الرحمٰن |
| ۱۰۔ | تقریر ترمذی | مفتی محمد تقی عثمانی |
| ۱۱۔ | اسلام کا قانونِ تجارت | محمد حسن صدیقی |

ڈاکٹر محمد حمید اللہ رحمہ اللہ

کے سیرت النبی ﷺ کے موضوع پر دیئے گئے خطبات کا نایاب مجموعہ

عنقریب منظر عام پر آنے والا ھے

www.e-iqra.com